تحریرات قاسمیہ

جس میں حضرت علامہ مولانا قاسم عطاری مدنی نے روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل پر مبنی تحریرات اور اجتماعی کارکردگی پر مشتمل رپورٹیں مرتب کی ہیں۔

26-05-2025

جلدِ اوّل



کمپوزنگ و ترتیب

احمد علی صاحب عطاری

﴿روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل پر مبنی تحریرات﴾

تحریرات قاسمیہ

مؤلف

حضرت علامہ مولانا قاسم مدنی عطاری

کمپوزنگ و ترتیب

احمد علی عطاری

اہم نوٹ : مطالعہ کے دوران اگر کوئی الفاظی غلطی یا شرعی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی اطلاع ضرور کریں بہت شکریہ! 03094632286 رابطہ نمبر

تحریرات کی فہرست

﴿تحریر نمبر(1)﴾

ایک سوال کا جواب مطلوب ہے کہ محرم الحرام میں قبر کو مٹی کے گارے سے جو پلستر کیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب۔

دیکھیں دس محرم کو مسلمان اپنے رشتہ داروں کی قبروں پر جاتے ہیں پھر قبروں کا لیپ کرتے ہیں۔اگر تو مٹی کم ہو تو اس عمل میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں بلکہ اچھا عمل ہے۔جیسا کہ درمختار میں ہے

(المختار أنه لا يكره تطيين القبور ولا القراة عندها)

ترجمہ،، مختار یہ ہے کہ قبروں کا لیپ کرنا اور ان کے پاس قرآن پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

((ردالمختار 6/666))

ہاں اگر قبر ٹھیک ہے تو اس میں اور زیادہ مٹی نہ ڈالی جائے۔ البتہ لیپ کرنے کا زیادہ رجحان عورتوں کا ہے، اور عورتوں کا قبرستان اور مزارات پر آنا ممنوع ہے

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(2)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ سجد تلاوت میں تاخیر کرنا کیسا۔۔؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب۔

"سجدہ تلاوت میں تاخیر کرنے کی دو صورتیں ہیں"

1 ۔۔۔اگر تو سجدہ تلاوت نماز کے علاوہ واجب ہوا ہے تب تاخیر کرنے سے گنہگار نہیں ہوگا۔۔۔۔

2۔۔۔۔سجدہ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہے تب تاخیر کرنا جائز نہیں ہے بلکہ فوراً سجدہ تلاوت کرے گے۔۔۔

جیسا کہ بہار شریعت حصہ چہارم میں ہے۔۔

آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرلے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہِ تنزیہی۔ (درمختار)

بہار شریعت حصہ چہارم میں ہے۔۔

سجدہ تلاوت نماز میں فوراً کرنا واجب ہے تاخیر کرے گا گنہگار رہو گا اور سجدہ کرنا بھول گیا تو جب تک حرمت نماز (یعنی کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے۔)

میں ہے کرلے، اگرچہ سلام پھیر چکا ہو اور سجدہ سہو کرے۔ (درمختار، ردالمحتار)

تاخیر سے مراد تین آیت سے زیادہ پڑھ لینا ہے کم میں تاخیر نہیں ۔

(امام اہلسنت امام احمد رضا خان فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں)

فی الدرالمختار ھی علی التراخی علی المختار ویکرہ تاخیرھا تنزیھا، ان لم تکم صلویة فعلی الفور لصیرورتھا جزء منھا فیاثم بتأخیرھا۔۔ ملخصا درمختار میں ہے۔۔

(ترجمہ): مختار یہی ہے کہ سجدہ تلاوت فی الفور لازم نہیں ہوتا اور اس کا مؤخر کرنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ وہ نماز میں لازم نہ ہوا ہو، اور اگر نماز میں لازم ہوا تو فی الفور لازم ہوگا کیونکہ اب وہ نماز کا حصّہ بن جائیگا اب اس کی تاخیر سے گناہ ہوگا۔۔۔۔

(درمختار **باب سجود التلاوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی** ۱/۵۰۱)

ھذا ما عندی واللہ تعالٰی اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(3)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جب ہم میلاد منانا چاہیں تو تمام انبیاء کا منا سکتے ہیں. تو کرسمس میں کیا مسئلہ ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب۔

جی ہاں انبیاء کرام کا میلاد منا سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے یہ تو قرآن وحدیث سے اور بزرگوں کے اقوال سے ثابت ہے۔

کیونکہ میلاد شریف کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک پر خوشی کا اظہار کرنا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک، حمل شریف، شیر خوارگی کے واقعات، نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامات، نسب نامہ، پرورش کے دوران کے واقعات، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف وکمالات وغیرہا محاسن کے بیان کرنے کا نام ہے، جو شرعاً جائز و مستحسن ہے اور دنیا و آخرت کی ہزار ہا نعمتوں و برکتوں کے حصول کا سبب ہے، اس کا جواز بکثرت آیات واحادیث، حتی کہ خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال وافعال، صحابہ کرام اور بزرگان دین سے ثابت ہے اگر چہ جواز کے لیے یہ دلیل بھی کافی ہے کہ اس کی ممانعت شریعت سے ثابت نہیں ہے اور جس کام سے اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا، وہ کسی کے منع کرنے سے منع نہیں ہوسکتا۔۔۔۔ لہذا اس وجہ سے میلاد منانے میں کوئی حرج نہیں۔

☆۔۔۔رہی بات کرسمس منانے کی۔۔۔

موجودہ دور میں کرسمس منانا عیسائیوں کا خاص مذہبی شعار ہے کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ بھی کرسمس منائے عیسائیوں کا خاص مذہبی شعار ہونے کی وجہ سے کرسمس منانا جائز نہیں اس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے اگر کوئی اس دن عیسائیوں کی تقریبات میں اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے شریک ہو تو یہ کفر ہے۔

(جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے)

"یکفر بخروجه الی نیروز المجوس لموافقته معهم فیما یفعلون فی ذالك الیوم"

ترجمہ: یعنی جو مجوسیوں کے نیروز میں ان کی موافقت کرنے کیلیے جائے جس دن میں وہ خرافات کرتے ہیں تو اسکی تکفیر کی جائیگی۔

((فتاوی ہندیہ 2/276))

☆۔۔۔۔(حدیث پاک میں ہے)

"من جامع المشرك وسكن معه انه مثله"

ترجمہ: یعنی جو مشرک سے یکجا ہو اور اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی مثل ہے۔۔۔۔ ((ابوداود 3/93))
اگر عیسائیوں کے اس فعل کو اچھا جانے تو بھی کفر ہے اس لیے کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔

☆۔۔۔۔۔علامہ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں۔

"الرضا بالکفر کفر"

((الاعلام بقواطع الاسلام۔ص۔7))

یاد رہے اس تاریخ میں ان کو ہدیہ دینا اور لینا بھی حرام ہے یہ بھی یاد رہے اس دن مسلمانوں کو حضرت عیسی علیہ السلام کی یاد میں اپنے گھر محفل کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔علماء کرام فرماتے ہیں 25 دسمبر کو حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش نہیں ہوئی یہ تو بعد میں بنالی گئی ہے۔یہ چودہویں صدی عیسوی کا ایک حادث تہوار ہے۔۔۔۔۔ ((ماخوذ فتاوی یورپ ص540))
لہذا انبیاء کرام کا میلاد منانا اس لیے جائز ہے کہ اس میں شرعی اعتبار سے کوئی حرج نہیں ہے شریعت نے اس سے منع نہیں کیا

جبکہ کرسمس منانا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس سے شریعت نے منع کیا ہے کفار کا خاص شعار ہونے کی وجہ سے ان سے موافقت ہونے کی وجہ سے وغیرہ۔۔۔۔۔۔

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسول اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(4)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور جمعہ کی نماز بدمذہب کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں کہ نیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب۔

سب سے پہلے یہ بات عرض کرتا جاؤں کے بدمذہب سے مراد کیا ہے۔۔۔ علمائے کرام لکھتے ہیں۔
"بدمذہب جسے گمراہ بھی کہا جاتا ہے یہ وہ شخص یا گروہ ہے جس کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق نہ ہو"۔

حضرت ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں **"کل (مبتدع)هو من خالف فی العقائد ما علیه أهل السنة مما كان علیه أهل السنة مماكان علیه النبی صلی الله علیه وسلم وأصحابه ومن بعدهم"**
ترجمہ: جو اہل سنت کے عقائد کے خلاف ہو وہ گمراہ ہے۔اہل سنت وہ مذہب ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام اوران کے بعد کے حضرات تھے۔۔۔۔۔ (تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج، جلد 10، صفحہ 235)
لہذا اہل سنت و جماعت کے علاوہ جتنے بھی فرقے ہیں وہ بدمذہب و گمراہ ہیں۔

☆۔۔۔۔اب رہی بات نماز پڑھنے کی تو اسکے متعلق

۔۔۔مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت میں لکھتے ہیں۔
وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو، جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو، یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں تبرّا کہتا ہو۔قدری، جہمی، مشبہ اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدار الٰہی یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے، ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔۔۔ (عالمگیری، غنیّہ)
جس بدمذہب کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ اس کے پیچھے نماز، مکروہ تحریمی ہے۔۔۔ (عالمگیری)

انکے پیچھے پڑھی گئی نماز کو پھیرنا واجب ہے۔

☆---محیط میں ہے---   بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

روی عن ابی حنیفه و ابی یوسف ان الصلوة خلف اهل الاهواء لاتجوز۔

اسی میں ہے۔**فلا تجوز الصلوة خلف المبتدع**----   ((محیط برہانی2/102))

☆-----امام اہلسنت امام احمد رضا خان بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ان کے پیچھے نماز محض باطل ہے جیسے کسی یہودی کے پیچھے۔ ---

☆-----فتح القدیر میں ہے:**ان الصلٰوة خلف اهل الاهواء لاتجوز** --

ترجمہ: اہل بدعت وبدمذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتح القدیر \ باب الامامۃ \ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۰۳)

☆----رہی بات جمعہ پڑھنے کی

وہ بھی جائز نہیں ہے بلکہ وہ نماز ظہر ہی پڑھیں گے جیسا کہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

کہ اگر جمعہ کی نماز کیلئے کوئی اور جگہ نہ مل سکے نہ اُسے امامت سے جُدا کر سکے تو فرض ہے کہ ظہر پڑھے اُس کے پیچھے جمعہ پڑھے گا تو سخت شدید وکبیر گناہ کرے گا اگر چہ بعد کو ظُہر بھی پڑھ لے اور اگر نہ پڑھے تو جمعہ ہو گا نہ ظہر،فرض سر پر رہ جائے گا۔

☆---فتح القدیر میں ہے---

روی محمد عن ابی حنيفة وابی یوسف رضی الله تعالٰی عنهم ان الصلاة خلف اهل الاهواء لاتجوز۔

ترجمہ: امام محمد نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا کہ اہلِ بدعت وبدمذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں----   (فتح القدیر \ باب الامامۃ \ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۰۳)   ---مکہ میں بھی یہی حکم ہوگا ---

ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم ---(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(5)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر زید بکر سے قرض لیتا ہے اور بکر کو اپنا مکان رہن (یعنی گروی) دے دیتا ہے تو بکر کیلیئے مکان کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں کیا یہ سود میں آئے گا اور اسی طرح کیا وہ مکان زید خود بھی استعمال کرسکتا ہے کہ نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب۔

مرتہن مرہون چیز سے نفع حاصل نہیں کرسکتا اگر کرے گا تو یہ سود ہے۔ایسے ہی مرہون شے سے راہن بھی نفع حاصل نہیں کرسکتا جواز کی صورت یہ ہے کہ راہن عقد کے بعد استعمال کی اجازت دے تب مرتہن چیز استعمال کرسکتا ہے ۔اس صورت میں مرتہن رہن مکان میں سکونت کرسکتا ہے۔۔

ایسے ہی راہن بھی مرتہن کی اجازت سے مرہون شے سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔۔۔ اسمیں تفصیل درج ذیل ہے۔۔

☆۔۔ ۔۔۔مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت حصہ 17 میں لکھتے ہیں۔۔

مرہون چیز سے کسی قسم کا نفع اُٹھانا جائز نہیں ہے مثلاً لونڈی غلام ہو تو اس سے خدمت لینا یا اجارہ پر دینا مکان میں سکونت کرنا یا کرایہ پر اُٹھانا یا عاریت پر دینا، کپڑے اور زیور کو پہننا یا اجارہ و عاریت پر دینا الغرض نفع کی سب صورتیں ناجائز ہیں اور جس طرح مرتہن کو نفع اُٹھانا ناجائز ہے راہن کو بھی ناجائز ہے۔۔۔۔۔ (درمختار)

مرتہن کے لیے اگر راہن نے اِنتفاع کی اجازت دے دی ہے۔۔۔ اس کی دو صورتیں ہیں ۔۔۔

یہ اجازت رہن میں شرط ہے یعنی قرض ہی اس طرح دیا ہے کہ وہ اپنی چیز اس کے پاس رہن رکھے اور یہ اس سے نفع اٹھائے جیسا کہ عموماً اس زمانہ میں مکان یا زمین اسی طور پر رکھتے ہیں یہ ناجائز اور سود ہے۔دوسری صورت یہ ہے کہ شرط نہ ہو یعنی عقد رہن ہو جانے کے بعد راہن نے اجازت دی ہے کہ مرتہن نفع اٹھائے یہ صورت جائز ہے۔اصل حکم یہی ہے جس کا ذکر ہوا مگر آج کل عام حالت یہ ہے کہ روپیہ قرض دے کر اپنے پاس چیز اسی مقصد سے رہن رکھتے ہیں کہ نفع اُٹھائیں اور یہ اس درجہ معروف و مشہور ہے کہ مشروط کی حد میں داخل ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔۔۔۔ (درمختار، ردالمحتار)

جس طرح مرہون سے مرتہن نفع نہیں اُٹھاسکتا راہن کے لیے بھی اس سے انتفاع جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ مرتہن اُسے اجازت دیدے۔۔۔۔ (درمختار)

((بہارشریعت حصہ 17 ص 707))

☆۔۔۔۔۔امام اہلسنت امام احمد رضا خان فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں۔۔

آپ سے سوال ہوا کہ گروی زمین و مکانات سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اس قسم کے قول منقح ومحرر و اصل محقق ومقرر یہ ہے کہ بر بنائے قرض کسی قسم کا نفع لینا مطلقاً سود وحرام ہے، حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **کل قرض جرمنفعة فهوربا**۔ رواہ الحارث فی مسندہ عن امیر المومنین المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جو قرض کوئی نفع کھینچ کرلائے وہ سود ہے۔ اس کو حارث نے اپنی مسند میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔۔۔۔۔ (کنز العمال بحوالہ الحارث عن علی حدیث ۱۵۵۱۶ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۸۳۲/۶)

اور اگر اس بنا سے جدا ویسی ہی باہمی سلوک کے طور پر کوئی نفع وانتفاع ہو تو وہ مدیون کی مرضی پر ہے اس کے خالص رضا واذن سے ہو تو رَوا ورنہ حرام، اب یہ بات کہ یہ انتفاع بربنائے قرض ہے یا بطور سلوک اس کے لئے معیار شرط وقرارداد ہے یعنی اگر قرض اس شرط پر دیا کہ نفع لیں گے تو وہ نفع بربنائے قرض حرام ہوا، اور اگر قرض میں اس کا کچھ لحاظ نہ تھا پھر آپس کی رضامندی سے کوئی منفعت بطور احسان ومروّت حاصل ہوئی تو وہ بربنائے حسن سلوک ہے نہ بربنائے قرض تو مدار کار شرط پر ٹھہرا یعنی نفع مشروط سُود اور نفع غیر مشروط سود نہیں بلکہ باذن مالک مباح، پھر شرط کی دو صورتیں ہیں:

(۱) نصاً یعنی بالتصریح قرارداد انتفاع ہو جائے، اور عُرفاً کہ زبان سے کچھ نہ کہیں مگر بحکم رسم ورواج قرارداد معلوم اور داد وستد خود ہی ماخوذ ومفہوم ہو ان دونوں صورتوں میں وہ نفع حرام وسُود ہے، **فان المعهود كالمشروط لفظاً**۔

(۲) اس لئے کہ بے شک جو عرف کے اعتبار سے معہود ہو وہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے لفظوں میں مشروط ہو۔

(ردالمحتار کتاب البیوع فصل فیما یدخل فی البیع تبعا الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۳/۴)

درمختار میں ہے: **قالوا اذا لم تكن المنفعة مشروطة ولامتعارفة فلاباس**۔

ترجمہ: مشائخ نے کہا جو منفعت مشروط نہ ہو اور نہ ہی متعارف ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
(الدر المختار کتاب الحوالہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۰۷)

☆۔۔۔۔۔فتح القدیر میں ہے:

" فی الفتاوی الصغری وغیرھا ان کان النفع مشروطا فی القرض فھو حرام والقرض بھذا الشرط فاسد والاجاز، الاتری انه لو قضاہ احسن مما علیه لایکرہ اذا لم یکن مشروطا وقالوا وانما یحل ذٰلك عند عدم الشرط اذا لم یکن فیه عرف ظاھر، فان کان یعرف ان ذٰلك یفعل لذٰلك فلا۔۔ ملخصاً "۔

ترجمہ: فتاوٰی صغرٰی وغیرہ میں ہے کہ اگر قرض میں نفع کی شرط لگائی گئی تو نفع حرام، اور قرض اس شرط کے ساتھ فاسد ہوگا، اور اگر شرط نہیں لگائی گئی تو جائز ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ جس پر قرض ہے اگر وہ قرض سے زیادہ بہتر واپس کرے تو یہ مکروہ نہ ہوگا بشرطیکہ اس کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔ مشائخ نے کہا عدم شرط کی صورت میں یہ حلال تب ہوگا جب زیادہ واپس کرنے کا عرف ظاہر نہ ہو اور اگر یہ معروف ہے تو پھر ایسا کرنا جائز نہیں اھ اختصار۔۔۔ (فتح القدیر کتاب الحوالہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۲۵۳)

☆۔۔۔۔۔۔منح الغفار میں جواہر الفتاوٰی سے ہے:

"اذا کان مشروطا صار قرضا فیه منفعة فھوربًا والافلاباس به"۔

ترجمہ: جب شرط لگا دی گئی تو یہ ایسا قرض ہوگیا جس میں نفع ہے لہٰذا وہ سود ہوا اور اگر مشروط نہیں تو کوئی حرج نہیں۔
(ردالمحتار بحوالہ جواہر الفتاوٰی کتاب الرہن دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۳۱۳)

☆۔۔۔ردالمحتار میں ہے:

"ما فی الجواھر یصلح للتوفیق وھو وجیه، وذکروا نظیرہ فیما لو اھدی المستقرض للمقرض ان کانت بشرط کرہ والافلا"۔

جو کچھ جواہر میں ہے وہ موافقت کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ وجیہ ہے۔ اس کی نظیر مشائخ نے ذکر کی کہ جب مقروض قرض دہندہ کو ہدیہ دے تو اگر اس کی شرط لگائی گئی ہے تب تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔۔۔ (ردالمحتار کتاب الرہن دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۳۱۳)

جب یہ اصل کلی معلوم ہو لی حکم مسئلہ واضح ہو گیا کہ اگر مکان وغیرہ شیء مرہون سے مرتہن کا بذریعہ سکونت وغیرہ نفع لینا مشروط ہو چکا ہے جیسا کہ دخلی رہن ناموں میں اس کی صاف تصریح ہوئی ہے جب تو اس کا صریح سُود حرام ہونا ظاہر، ورنہ غالب عرف وعادت رسم ورواج

زمانہ صراحۃً حاکم ابنائے زمان اسی نفع کی غرض سے قرض دیتے ہیں اور لینے دینے والے سب بغیر ذکر اسے قرار یافتہ سمجھتے ہیں، اگر مرتہن جانے کہ مجھے انتفاع نہ ملے گا ہرگز عقد نہ کرے اور راہن بوجہ قرض دبا ہوا نہ ہو تو کبھی مجبوراً اجازت انتفاع نہ دے ولہٰذا مرتہن اس نفع وسود کو اپنا حق واجب جانتے ہیں اور راہن کو اس پر مجبور کرتے ہیں، تو یہ انتفاع اگرچہ لفظاً مشروط نہ ہو عرفاً بیشک مشروط ومعہود ہے تو حکم مطلق حرمت وممانعت ہے۔۔۔۔

☆۔۔۔۔۔علامہ احمد طحطاوی پھر علامہ محمد شافعی قدس سرہما ایسا ہی حواشی دُر میں فرماتے ہیں:

"الغالب من احوال الناس انهم انما يريدون عند الدفع الانتفاع ولولاه لما اعطاه الدراهم وهذا بمنزلة الشرط لان المعروف كالمشروط وهو مما يعين المنع"۔

ترجمہ: لوگوں کا غالب حال یہ ہے کہ رہن کے وقت وہ مرہون سے نفع اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر نفع متوقع نہ ہو تو قرض پر درھم ہی نہ دیں گے، اور وہ بمنزلہ شرط کے ہے کیونکہ معروف کا حکم مشروط کے حکم کی مثل ہوتا ہے اور یہ ممانعت کو متعین کرتا ہے۔

(ردالمحتار کتاب الرہن داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۱۳/۵)

ہاں اگر مرتہن بے لحاظ انتفاع قرض دے اور صرف بغرض وثوق وصول جو تشریع رہن سے مقصود شارع ہے رہن لے اور عاقدین وقت عقد صراحۃً شرط کرلیں مرتہن کسی طرح نفع اٹھانے کا مجاز نہ ہوگا، **"وذٰلك لان ماصار معروفا لايصير مرفوعا بالسكوت فلايكفي عدم الشرط بل شرط العدم كي يفوق الصريح الدلالة "۔**

ترجمہ: یہ اس لئے ہے کہ جو چیز معروف ہو چکی ہو وہ چپ رہنے سے مرفوع نہیں ہو جاتی لہٰذا شرط نہ لگانا کافی نہیں بلکہ عدم نفع کی شرط ضروری ہوگی تاکہ صریح، دلالت پر فوقیت پا جائے۔

پھر راہن اپنی خوشی سے مرتہن کو انتفاع کی اجازت دے اور مرتہن صرف بر بنائے اجازت رُک جائے یعنی بعد اس شرط عدم انتفاع کے مالک نے برضائے خود مکان رہن میں رہنے کا اذن دیا یہ آکر بیٹھا ہی تھا کہ اس نے منع کیا تو معاً باز رہے اور اصلاً چون وچرا نہ کرے تو ایسا انتفاع جب تک رضائے راہن رہے حلال ہوگا، مگر حاشا ہندوستان میں اس صورت کی صورت کہاں، اللہ عزوجل مسلمانوں کی اصلاح فرمائے، آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

ھذا ماعندی واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم۔۔

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(6)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی جاہل نے اعتراض کیا کہ الیاس قادری کہتا ہے نعلین (جوتے) پر نبی کریم کا نام لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، معاذ اللہ نبی کریم کا نام نعلین میں لکھنے والے بتائیں کہ یہ الیاس قادری جوتے میں کیسا لگ رہا ہے (کسی جاہل واحمق نے اسی وجہ سے جوتے پے امیر اہلسنت کی تصویر بنائی ہے)........؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

امیر اہلسنت نے صحیح فرمایا ہے کہ نقش نعل پر نام اقدس لکھنا درست ہے، بے ادبی نہیں، اس لئے کہ نقش نعل عکس ہے اور عکس اصل کے حکم میں نہیں ہوتا،،

☆۔۔۔۔جیسا کہ اسکے بارے میں مفتی اعظم پاکستان مفتی وقارالدین رحمۃ اللہ علیہ وقارالفتاوی میں فرماتے ہیں۔۔

کسی چیز کا عکس اصل شے کا حکم نہیں رکھتا۔ اور کسی شے کے نقشے پر اصل چیز کے احکام نہیں ہوتے۔
اگر نقشے پر اصل شے کے احکام ہوں تو لوگ کعبہ کے نقشے کا طواف بھی کرلیا کریں جو درست نہیں ہے اسی طرح نعل پاک کا نقشہ۔ اصل نعل نہیں ہے۔ لہذا اس پر نام اقدس لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔ ((وقارالفتاوی 1/113))

اس کا ثبوت ہمارے اسلاف سے ثابت ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔اعلی حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

اس باب میں حکایت صلحاء وروایات علماء بکثرت ہیں کہ امام تلسمانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں اور بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں، اگر یہ خیال کیجئے کہ نعل مقدس قطعا تاج فرق اہل ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام وکلام ہر شے سے اجل واعظم وارفع واعلی ہے۔ یوہیں تمثال میں بھی احتراز چاہئے تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض

کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور کی نعل مقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالت استعمال وتمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت بدیہی ہے اور اعمال کا مدار نیت پر ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان جانوروں کی رانوں پر جو فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں وقف ہیں۔) داغ فرمایا تھا حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں۔

☆۔۔۔۔۔ بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے:

اخبرنا مالك بن اسمعيل ثنا مندل بن على الغزى حدثنى جعفر بن ابى المغيرة عن سعيد بن جبير قال كنت اجلس الى ابن عباس فاكتب فى الصحيفة حتى تمتلى ثم اقلب نعلى فاكتب فى ظهورهما والله تعالٰى اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔

ترجمہ: یعنی،، مالک بن اسمعیل نے خبر دی کہ مندل بن علی الغزی نے بیان کیا کہ مجھے جعفر بن ابی مغیرہ نے سعید بن جبیر کے حوالے سے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ایک کاغذ پر لکھ رہا تھا کہ وہ کاغذ پر ہو گیا پھر میں نے اپنا جوتا الٹا کر کے لکھا، ۔۔۔۔۔ **والله تعالٰى اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔۔۔**

(سنن الدارمی باب من اخص فی کتابۃ العلم حدیث ۵۰۷ دار المحاسن قاہرہ ۱/۵۰۱)

دیکھیں ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقے کے جانوروں کی رانوں پر نام اقدس لکھا اور دوسرے بزرگوں نے جوتے پر نام اقدس لکھا اس لئے انکی نیت بے ادبی کی نہیں تھی، اس لئے اس میں نیت کا بھی دخل ہے، لہذا معلوم ہوا نام اقدس لکھنے میں کوئی حرج نہیں،

لہذا یہ بھی معلوم ہوا کہ نعل پاک کا نقشہ اصل نعل کے حکم میں نہیں ہے لہذا امیر اہلسنت نے جو نام اقدس لکھنے کا فرمایا ہے وہ نقش نعل پر لکھنے کا فرمایا اصل نعل پے لکھنے کا نہیں فرمایا،

اور کسی جاہل واحمق نے امیر اہلسنت کی تصویر اصل نعل پر بنائی ہے جو کہ صراصر بے ادبی وتوہین ہے اور ناجائز ہے دو صورتوں میں،

1۔۔ پہلی یہ ہے کہ اگر تو امیر اہلسنت کی تصویر اصل نعل پر بنائی گئی ہو اور وہ پرنٹ تصویر ہو تو یہ جائز نہیں ہے اس لئے تصویر کا پرنٹ جائز نہیں ہے،

2۔۔ دوسری یہ ہے کہ علماء کرام کا ادب ہم پے لازم ہے انکی توہین حرام ہے کہ یہ تصویر توہین کی نیت سے بنائی گئی ہے،

اگر انکی توہین دین کی وجہ سے کی تو یہ کفر ہے،،

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ فتاوی رضویہ میں مجمع الانھر کے حوالے سے ہے

مجمع الانھر میں ہے، ۔۔۔۔۔۔۔۔**الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر**۔۔۔۔۔۔۔

ترجمہ: یعنی علماء کرام کی توہین کفر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(فتاوی رضویہ 3/281)۔۔۔۔

۔۔۔۔۔((اقول))۔۔۔۔۔

ان لوگوں کو خدا کا خوف کرنا چاہیے جو علماء کرام پر اولیاء کرام پر زبان درازی کرتے ہیں ان سے حسد رکھتے ہیں انکی توہین کرتے ہیں انکی مخالف سے کہیں ہم اپنا ایمان نہ کھو بیٹھے،

ایسے جاہل و احمق قسم کے لوگوں کو سنت استنجاء کرنے کا پتہ نہیں اپنی پا کی ناپا کی کا پتہ نہیں ہوتا تو اپنی جہالت کی وجہ سے علماء کرام کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں اور ان کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں۔

یاد رکھیے گا جو اللہ تعالی کے نیک بندوں سے حسد و دشمنی رکھے گا خدا تعالیٰ کا اس سے اعلان جنگ ہے،،

اللہ پاک ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے آمین اور ہمیں علماء کرام اور اولیاء کرام سے پکی سچی محبت کی توفیق عطا فرمائے آمین،،

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم۔

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(7)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی یہ کہے کہ قسم سے میں یہ کام نہیں کروگا اللہ کے نام کے بغیر قسم کھائی ہو کیا قسم ہو جائے گی؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب۔۔

صورت مذکور میں قسم ہو جائے گی۔

☆۔۔۔۔۔۔۔۔جیسا کہ جوہرہ نیرہ میں ہے:

"اذا قال علی یمین او یمین اللہ علی فھو حالف لانہ صرح بایجاب الیمین علی نفسہ و الیمین لا یکون الا باللہ تعالیٰ"

ترجمہ: یعنی جب کوئی شخص کہے کہ مجھ پر قسم ہے، یا (کہے) اللہ عزوجل کی قسم مجھ پر ہے تو وہ حالف ہوگا، کیونکہ اس نے اپنے اوپر قسم لازم کرنے کی صراحت کی ہے اور قسم صرف اللہ عزوجل ہی کی ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، جلد2، صفحہ 194،)

☆۔۔۔مذکورہ الفاظ سے قسم منعقد ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ ابوالسعو د مصری رحمۃ اللہ علیہ شرح حموی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"لان ھذہ الالفاظ تستعمل عرفا فی الحلف بحیث لا یفھم منھا غیرہ فلا حاجۃ الی الاضافۃ"

ترجمہ: یعنی اس وجہ سے کہ یہ الفاظ عرفاً حلف میں استعمال ہوتے ہیں اس طرح کہ اس سے قسم کے علاوہ کوئی چیز مفہوم نہیں ہوتی لہٰذا (اس صورت میں انعقادِ قسم کے لئے) لفظِ اللہ کی طرف نسبت کی حاجت نہیں۔۔۔۔۔(فتح اللہ المعین، جلد2، صفحہ 294)

صورت مذکور میں کھائی گئی قسم توڑنے پر قسم کا کفارہ بھی لازم ہوگا۔

☆۔۔۔۔۔۔اس کے متعلق ردالمحتار میں ہے:" **اذا لم یف بما حلف لزمته كفارة اليمين** "۔
ترجمہ: یعنی جب اس نے اس کام کو پورا نہ کیا جس کا حلف اٹھایا تھا، تو اس پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔
(ردالمحتار، جلد5، صفحہ 510،)

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم۔
(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(8)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح ایسے بدمذہب کے ساتھ نکاح کیا ہو جو حد کفر کو نا پہنچا ہوا یسے کے ساتھ نکاح کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

ایسے بدمذہب کے ساتھ نکاح تو ہو جائے گا۔

☆۔۔۔۔۔۔مگر امام اہلسنت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں۔

اور جو بدمذہب عقائد کفر سے بچا ہو اس کے ساتھ نکاح اگر چہ بایں معنی درست کہ کرلیں تو درست ہو جائے گا زنا نہ ہوگا مگر بدمذہبوں کے ساتھ ایسا بڑا علاقہ پیدا کرنے سے دور بھاگنا لازم، زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی نخواہی باہم انس ومحبت والفت پیدا کرتا ہے،

قال الله تعالٰی:ومن اٰیته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة ان فی ذٰلك لاٰیت لقوم یتفکرون۔

(القرآن ۱۲/۰۳)

ترجمہ: اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے بنائیں تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے جوروئیں کہ تم ان کی طرف رغبت کرو ان سے مل کر چین پاؤ اور تمھارے آپس میں دوستی اور مہر رکھی، بیشک اس میں ٹھیک نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے، اور بدمذہب سے دوستی پیدا ہونی اس کی محبت دل میں آنی دین کو سخت نقصان دیتی ہے۔

☆۔۔۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:**المرء مع من احب۔۔**

ترجمہ : آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

(صحیح مسلم باب المرء مع من قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۳۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:**الرجل علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل۔ رواه ابوداؤد والترمذی عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه باسناد حسن۔**

ترجمہ :آدمی اپنے خاص دوست کے دین پر ہوتا ہے تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔

(اس کوابوداؤداور ترمذی نے ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔
(سنن ابوداؤد باب من یؤ مرانیجالس الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۸۰۳)

انھی آیات واحادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بدمذہب عورت کونکاح میں لاتے وقت یہ خیال کرلینا کہ ہم اس پر غالب ہیں اس کی بدمذہبی ہمیں کیا نقصان دے گی بلکہ اسے سنی کریں گے محض حماقت ہے یہ رشتہ تو دوستی میل رغبت میل محبت مہر پیدا کرتا ہےاور محبت میں آدمی اندھا بہراہوجاتا ہے،

☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حدیث میں فرمایا:

حبك الشیء یعمی ویصم رواه احمد والبخاری فی التاریخ وابوداؤد عن ابی الدرداء وابن عساکر بسند حسن عن عبد الله بن انیس والخرا ئطی فی الاعتلال عن ابی برزة الاسلمی رضی الله تعالٰی عنهم۔۔

ترجمہ :شی ءکی محبت تجھے اندھااور بہرا کردیتی ہے۔اس کواحمد، بخاری نے اپنی تاریخ میں اورابوداؤدنے ابودرداءرضی اللہ تعالٰی عنہ سے،اورابن عساکرنے اس کوعبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے،اورخرائطی نے اعتلال میں ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیاہے۔۔۔۔۔۔(مسنداحمد بن حنبل مرویات ابوالدرداء دارالفکر بیروت ۶/۴۵۰)۔۔۔۔۔

دل پلٹتے،خیال بدلتے کچھ دیرنہیں لگتی اللہ عزوجل اپنے حفظ وامان ہی میں رکھے۔اوراپنی بیٹی دینا تو سخت قہر،قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب ومحکوم ہوتی ہیں،۔

☆۔۔۔۔۔۔قال اللہ تعالٰی:**الرجال قوامون علی النساء**

ترجمہ : (مرد،عورتوں کے منتظم ہیں۔) ۔۔۔(القرآن ۴/۳۴)۔۔۔

پھرانھیں شوہر کی محبت بھی ماں سے باپ سے تمام دنیا سے زیادہ ہوتی ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان للزوج من المرأة لشعبة ماهی لشیء۔۔ رواه ابن ماجة والحاکم عن محمد بن عبدالله بن جحش رضی الله تعالٰی عنه۔

ترجمہ : خاوند کے لیے بیوی کو خاص محبت ہوتی ہے جو کسی دوسرے سے نہیں۔اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

(مستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ دارالفکر بیروت ۲۶/۴)

پھر وہ نرم دل بھی زائد ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رویدك یا انجشة بالقواریر۔

ترجمہ : اے انجشہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نرم ونازک عورتوں کا پاس کر۔

(صحیح بخاری باب المعاریض،مندوحۃعن الکرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۱۷/۲)

ناقصات العقل والدین بھی ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کمافی الصحیح یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔)

پھر یہ سب اس صورت میں ہے جہاں شوہر کا کفو عورت نہ ہونا مانع صحت نہ ہو ورنہ نکاح محض باطل ہوگا۔۔

هذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(9)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی جواب ارشاد فرمادیں جزاک اللہ خیر؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

حضرت خضر علیہ السلام کے نبی یا ولی ہونے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں لیکن راجح قول کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں۔

☆۔۔۔اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''سیدنا الیاس علیہ السلام نبی مرسل ہیں اور سیدنا خضر علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا ہے، یہ دونوں حضرات ان چار انبیاء میں ہیں جن کی وفات ابھی واقع ہی نہیں ہوئی، دو آسمان پر زندہ اٹھالئے گئے، سیدنا ادریس وسیدنا عیسٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام۔

اور یہ دونوں زمین پر تشریف فرما ہیں، دریا سیدنا خضر علیہ السلام کے متعلق ہے اور خشکی سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔

دونوں صاحبان حج کو ہر سال تشریف لاتے ہیں، بعد حج آب زمزم شریف پیتے ہیں کہ وہی سال بھر تک ان کے کھانے پینے کو کفایت کرتا ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد26، صفحہ 401،)

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(10)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ   اگر کوئی وعدہ کرے وہ بھی اللہ سے کے میں اس شخص سے بات نہیں کروں گا/گی تو پھر اگر اس بندے سے بات کرنی پڑ جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہو گا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب۔

اس شخص نے اگر قسم کا کوئی لفظ نہیں بولا تھا، فقط ''وعدہ کیا تو یہ قسم نہیں ہوئی بلکہ اللہ عزوجل سے وعدہ ہوا، لہٰذا اس کے خلاف کام کرنے پر کوئی کفارہ تو لازم نہیں ہوگا، البتہ وعدہ خلافی پر گناہگار ہوگا۔ وعدہ کرنے سے قسم اس لئے نہیں ہوتی، علماء کرام فرماتے ہیں، کہ وعدے کے لفظ سے یمین (قسم) منعقد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس لفظ میں نہ تو لغوی اعتبار سے قسم کے معنی پائے جاتے ہیں، نہ شرع نے اس کو قسم کے الفاظ سے قرار دیا اور نہ عرف میں قسم کے لیے یہ استعمال ہوتا ہے، لہٰذا یہاں کوئی ایسا لفظ ہی نہیں بولا گیا، جس سے یمین منعقد ہوا اور یمین اپنے مخصوص الفاظ کے بغیر منعقد نہیں ہوسکتی۔

☆۔۔۔۔چنانچہ العنایہ میں ہے:

''ورکنھا اللفظ الذی ینعقد به الیمن ''

ترجمہ: قسم کا رکن وہ لفظ ہے جس کے ساتھ قسم منعقد ہو جاتی ہے۔

(العنایہ، کتاب الایمان، جلد 5، صفحہ 59،)

رہی بات وعدہ خلافی کی اس کے بارے میں علمائے کرام فرماتے ہیں۔

☆۔۔۔۔۔۔وعدہ خلافی کی تین صورتیں ہیں:

1۔ وعدہ کرتے وقت ہی دل میں یہ ہو کہ میں نے وعدہ پورا نہیں کرنا۔ یہ صورت ناجائز ہے جبکہ بلا اجازت شرعی ہو، اور حقیقت میں یہی وعدہ خلافی ہے۔

2۔دوسری صورت یہ ہے کہ وعدہ کرتے وقت دل میں پکا ارادہ ہے کہ میں یہ وعدہ پورا کروں گا پھر کسی ایسے عذر کی وجہ سے وعدہ پورا نہ کرسکا کہ وہ عذر، وعدہ پورا کرنے سے زیادہ ترجیح رکھتا ہے تو اب بھی کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ کوئی کراہت بھی نہیں ہے۔

3۔تیسری صورت یہ ہے کہ بغیر کسی عذر کے ہی وعدہ پورا نہ کیا تو یہ صورت بھی اگرچہ گناہ نہیں ہے، مگر مکروہ تنزیہی ہے۔

☆۔۔۔۔اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''خلف وعدہ جس کی تین صورتیں ہیں اگر وعدہ سرے سے صرف زبانی بطور دنیا سازی کیا اور اسی وقت دل میں تھا کہ وفا نہ کریں گے تو بے ضرورت شرعی و حالت مجبوری سخت گناہ و حرام ہے ایسے ہی خلاف وعدہ کو حدیث میں علامات نفاق سے شمار کیا۔اور اگر وعدہ سچے دل سے کیا پھر کوئی عذر مقبول و سبب معقول پیدا ہوا تو وفا نہ کرنے میں کچھ حرج کیا، ادنیٰ کراہت بھی نہیں جبکہ اس عذر و مصلحت کو اس وفائے وعدہ کی خوبی و فضیلت پر ترجیح ہو۔اور اگر کوئی عذر و مصلحت نہیں بلا وجہ نسبت چھڑائی جاتی ہے تو یہ صورت مکروہ تنزیہی ہے۔ یہ بات اس تقدیر پر بے جا و خلاف مروت ہے، مگر حرام و گناہ نہیں۔

☆۔۔۔۔۔۔حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''ليس الخلف ان يعد الرجل ومن نيته ان يفي ولكن الخلف ان يعد الرجل ومن نيته ان لا يفي۔''

ترجمہ: یعنی وعدہ خلافی یہ نہیں کہ آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت اس وعدہ کو پورا کرنے کی ہو، بلکہ وعدہ خلافی یہ ہے کہ آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت وعدہ پورا کرنے کی نہ ہو۔''

(فتاوی رضویہ، جلد 12، صفحہ 281)

اب صورت مذکور میں دیکھ لیا جائے کہ وعدے کی کونسی صورت ہے اگر تو دوسری اور تیسری صورت ہے تو اس صورت میں گناہ گار نہیں ہوگا، اور اگر وعدہ خلافی کی پہلی صورت پائی گئی تو یہ جائز نہیں ہے اور گناہ گار ہوگا، اور اللہ تعالی سے وعدہ خلافی کرنے کی وعید بیان کی گئی ہے۔

اس کے متعلق امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں ''اللہ واحد قہار سے وعدہ کر کے پھرنا بہت سخت ہے اور اس پر شدید وعید ہے۔

فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِی قُلُوبِهِمۡ اِلٰی یَوۡمِ یَلۡقَوۡنَهٗ بِمَا اَخۡلَفُوا اللهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا کَانُوا یَکۡذِبُونَ

ترجمہ کنز الایمان: ''تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد 16، صفحہ 481)

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(11)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ غیر خدا کی قسم کھانا مکروہ ہے تو قرآن میں غیر خدا کی قسم کا ذکر موجود ہے جیسے اے محبوب تیرے چہرے کی قسم پھر اس سے کیا مراد ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب۔

دیکھیں شرعی مسئلہ یہی ہے کہ غیر خدا کی قسم اٹھانا مکروہ ہے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے، اور غیر خدا کی قسم شرعی قسم نہیں ہے، رہی بات یہ کہ قرآن میں موجود ہے غیر خدا کی قسم، اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن میں جو قسمیں وارد ہیں وہ شرعی قسمیں نہیں ہیں اور یہ بھی یاد رہے شریعت کے احکام ہم پے لازم ہے نا کہ رب تعالی پر۔

☆۔۔۔۔۔۔۔حدیث پاک میں ہے۔

روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ (رواہ المسلم)

☆۔۔۔۔۔۔۔اسکی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی مرات المناجیح میں فرماتے ہیں۔

یعنی غیر خدا کی قسم کھانے سے منع فرمایا گیا، چونکہ اہل عرب عموماً باپ دادوں کی قسم کھاتے تھے اس لیے اسی کا ذکر ہوا، غیر خدا کی قسم کھانا مکروہ ہے، وہ جو حدیث شریف میں ہے افلح وابی یعنی قسم میرے والد کی وہ کامیاب ہو گیا وہ قسم شرعی نہیں محض تاکید کلام کے لیے ہے اور یہاں شرعی قسم سے ممانعت ہے۔

قرآن مجید میں زمانہ، انجیر، زیتون وغیرہ کی قسمیں ارشاد ہوئیں وہ شرعی قسمیں نہیں نیز یہ احکام ہم پر جاری ہیں نہ کہ رب تعالیٰ پر۔

(ماخوذ مرقات)

لہذا معلوم ہوا کہ قرآن میں وارد غیر خدا کی قسمیں شرعی قسمیں نہیں ہے ، بلکہ وہ تاکید کلام کیلیے ہیں ۔

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(12)﴾

کیافرماتے ہےعلماءکرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بدمذہب کی کتب کا مطالعہ کرنا کیسا ہے اور انکی تقریرسننااور جلسے میں جانا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں بدمذہبوں کی محفل میں جانااوران کی تقریرسننااورانکی کتب کا مطالعہ کرنا ناجائزوحرام اوراپنے آپ کو بدمذہبی وگمراہی پرپیش کرنے والاکام ہے۔
البتہ علماء کرام جوان بدمذہبوں کارد کرنے کیلیئے جاتے ہیں یاانکی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں وہ اِس حکم میں داخل نہیں۔انہیں اجازت ہے بغرض رد۔

☆۔۔۔۔۔۔اعلی حضرت امام اہلسنت لکھتے ہیں
ان سب بدمذہبوں کی کتب کا مطالعہ حرام ہےمگرعالم کوبغرض رداجازت ہے۔
(فتاوی رضویہ 23/164)

☆۔۔۔۔۔تفسیرصراط الجنان میں ہے۔
یادرہے کہ بدمذہبوں کی محفل میں جانااوران کی تقریرسنناناجائزوحرام اوراپنے آپ کو بدمذہبی وگمراہی پرپیش کرنے والاکام ہے۔
ان کی تقاریرآیاتِ قرآنیہ پرمشتمل ہوں خواہ احادیثِ مبارکہ پر،اچھی باتیں چننے کازعم (یعنی گمان) رکھ کربھی انہیں سنناہرگز جائز نہیں۔عین ممکن بلکہ اکثرطورپرواقع ہے کہ گمراہ شخص اپنی تقریرمیں قرآن وحدیث کی شرح ووضاحت کی آڑمیں ضرورکچھ باتیں اپنی بد مذہبی کی بھی ملادیاکرتے ہیں،اورقوی خدشہ بلکہ وقوع کامشاہدہ ہے کہ وہ باتیں تقریرسننے والے کے ذہن میں راسخ ہوکردل میں گھرکر جاتی ہیں۔
یہی وجہ ہے کہ گمراہ وبےدین کی تقریروگفتگوسننے والاعموماًخودبھی گمراہ ہوجاتاہے۔
ہمارےاسلاف اپنےایمان کے بارے میں بےحدمحتاط ہواکرتے تھے،لہٰذاباوجودیہ کہ وہ عقیدے میں انتہائی مُتَصَلِّب وپختہ ہوتے پھر بھی وہ کسی بدمذہب کی بات سنناہرگز گوارانہ فرماتے تھےاگرچہ وہ سوبار یقین دہانی کراتا کہ میں صرف قرآن وحدیث بیان کروں گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس بارے میں اسلاف کا عمل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سیدنا سعید بن جبیر شاگردِ عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُما کو راستہ میں ایک بدمذہب ملا۔ کہا، کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا، میں سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی ایک کلمہ۔ اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا **''وَ لَا نِصْفَ کَلِمَۃٍ''** آدھا لفظ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا، یہ ان میں سے ہے یعنی گمراہوں میں سے ہے۔ پھر فرمایا ''ائمہ کو تو یہ خوف اور اب عوام کو یہ جرءت ہے، **وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ**۔ دیکھو! امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بتائی۔

☆۔۔۔۔۔۔صحیح مسلم کی حدیث پاک میں ہے

''اِیَّاکُمْ وَ اِیَّا ھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ''

ترجمہ: ان (بدمذہبوں) سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

دیکھو! نجات کی راہ وہی ہے جو تمہارے رب عَزَّ وَجَلَّ نے بتائی،

''فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ'' (انعام:۶۸)

ترجمہ: یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے بھولے سے۔

ان میں سے کسی کے پاس بیٹھ گئے ہو تو یاد آنے پر فوراً کھڑے ہو جاؤ۔ (فتاوٰی رضویہ، ۱۵/ ۱۰۶، ۱۰۷ ملخصاً)

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسالہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(13)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک لڑکی (عمر 22 سال) کے گھر والے زبردستی اس کا نکاح 14 سال کے لڑکے سے کر چکے ہیں نکاح قبول نہ کرنے پر اسے مار دینے کی دھمکی دی اور ڈرا کے نکاح کروا دیا لڑکی نے قبول بھی نہیں کیا اور نہ ہی لڑکے کو معلوم تھا کہ اس کا نکاح کروانے والے ہیں دونوں طرف زبردستی کی گئی، جس مولوی نے نکاح پڑھایا اس نے لڑکی کی رضامندی بھی نہیں پوچھی صرف دستخط کروا کر کلمہ پڑھا کے نکاح کر دیا لڑکی کا سوال ہے کیا اس صورت میں اس کا نکاح ہو گیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب.

دیکھیں اگر تو واقعی لڑکی سے اجازت نہیں لی گئی اسکی رضا نہیں پوچھی گئی تب نکاح نہیں ہوگا صرف دستخط کر دینے سے البتہ لڑکی کی اجازت شرط ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ بہار شریعت حصہ ہفتم میں ہے۔

لڑکی بالغہ ہے تو اُس کا راضی ہونا شرط ہے، ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اُس کی رضا کے نکاح کر دے۔ہاں اگر والدین نے مجبور کر کے بھی اجازت لے لی تو نکاح منعقد ہو جائے گا.

☆۔۔۔۔اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' جلد 11 صفحہ 203 پر فرماتے ہیں:

یعنی اس کی اجازت قول، فعل صریح یا دلالت سے ہو جاتی ہے اگر چہ بطور جبر ہو۔

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسالہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(14)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میڈیکل سٹور کی لیئے جو ڈگری کی جاتی ہے (B Pharmacy) کی وہ ڈگری والا کام کرنا اور اس کی کمائی کیسی؟ ڈگری (BPharmacy) کر کے وہ ڈگری کسی میڈیکل سٹور پر دینا انکا سٹور چلانے کے لیے لائسینس کے طور پر اور گورنمنٹ اجازت دیتی ہے کہ یوز کر سکتے ہیں اب اسکا کیا حکم ہوگا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

یاد رہے کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (PMDC) کی طرف سے جو فارمیسی ڈگری جاری کی جاتی ہے وہ مطلوبہ تعلیم یعنی دواؤں اور طبّی نسخوں کی بابت قابلیت اور مہارت کی سند ہوتی ہے۔
یہ سرٹیفکیٹ اس شخص کو دیا جاتا ہے جس نے باقاعدہ فارمیسی کا کورس کیا ہو اور اس کے اندر مطلوبہ صلاحیت اور مہارت ہو، یہ ادارے کی طرف سے میڈیکل سٹور کھولنے کا لائسنس (اجازت نامہ) ہوتا ہے۔
اس لائسنس کا حامل اس کی بنیاد پر اپنا میڈیکل سٹور کھول سکتا ہے یا کسی اور کے ساتھ بطور شریک کام کر سکتا ہے، کسی دوسرے شخص کو اِس لائسنس پر میڈیکل سٹور کھولنے پر قانونی پابندی ہوتی ہے۔ چونکہ مذکورہ سرٹیفکیٹ غیر حامل کو دینے میں جھوٹ، دھوکہ دہی اور خیانت کا عنصر پایا جاتا ہے، نیز اس میں حکومتی قوانین کی خلاف ورزی ہوتی ہے، جبکہ حکومت کے وہ قوانین جو عوام کی مصلحت پر مبنی ہوں اس کی پابندی واجب ہوتی ہے، نیز یہ اجازت نامہ (لائسنس) کوئی ایسا مال نہیں ہے جس کو کرایہ پر دیا جا سکے یا فروخت کیا جا سکے، لہذا مذکورہ سرٹیفکیٹ کو بیچنا یا کرایہ پر دینا شرعا جائز نہیں اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال نہیں ہوگی۔ تجربہ کار شخص کو دینے میں بھی حکومتی قوانین کی خلاف ورزی ہے لہذا اس کو بھی کرایہ پر دینا شرعا جائز نہیں۔

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسالہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(15)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد کا پرانا سامان بیچ کر ان پیسوں کا نیا لینا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

مسجد کا پرانا سامان جو مسجد کے لئے کارآمد نہیں بیچ کر انکی جگہ نیا لینا جائز ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ فتاوی فیض رسول میں ہے۔

مسجد کا وہ سامان جو مسجد کے لیے کارآمد نہیں ہے اور ان کے خراب ہوجانے کا اندیشہ ہے تو فروخت کر کے ان کی قیمت مسجد میں لگانا جائز ہے، اور مسلمان کے ہاتھ اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ وہ بے ادبی کی جگہ نہ لگائے۔(فتاوی فیض رسول جلد دوم ص318)

☆۔۔۔۔۔۔۔فتاوی افریقہ میں ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان سے دریافت کیا گیا کہ مسجد کی کوئی چیز ایسی ہو کہ خراب ہوجاتی ہے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں دیں اور وہ چیز اگر دوسرا آدمی قیمت دے کر مسجد کی چیز اپنے مکان پر رکھے تو اس کو جائز ہے یا نہیں؟

جواب :

☆۔۔۔۔۔۔۔فرمایا جائز ہے مگر بے ادبی کی جگہ نہ لگائے۔درمختار میں ہے:

حشیش المسجد و کناسة لایلقی فی موضع یخل بالتعظیم۔

ترجمہ : یعنی مسجد کی گھاس اور کوڑا اجاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو۔ (فتاویٰ افریقہ)

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسالہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(16)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بچوں کے ماتھے پر یا تھوڑی پر سرمہ سے کالا نشان بنانا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

بچوں کے ماتھے، یا ٹھوڑی پر سرمے اور کاجل وغیرہ سے کالا نشان لگانا جائز ہے بلکہ اس کے ذریعے بچوں کی نظر بد سے حفاظت ہوتی ہے اور نظر بد سے بچانے کے لئے ٹھوڑی میں کالا نقطہ لگوانا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ علامہ علی بن سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

فی شرح السنۃ۔

"روی ان عثمان رضی اللہ عنہ رأی صبیاً ملیحا فقال دسموا نونتہ کیلا تصیبہ العین "

ترجمہ: شرح السنہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت بچہ دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی میں سیاہ نقطہ لگادو تا کہ نظر نہ لگے۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد 8 صفحہ 305 تحت الحدیث (4531))

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسالہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(17)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی نے منت مانی ہو کہ میں اتنا درود پڑھوں گا تو کیا درود کی منت ہوتی ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

درود شریف پڑھنے کی منت، منتِ شرعی ہے لہذا اگر کسی نے درود پڑھنے کی منت مانی اور اس کی منت پوری بھی ہوگئی، تو اس کو درود پڑھنا ہوگا۔

☆۔۔۔۔درمختار میں ہے:

”ولو نذر ان یصلی علی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کل یوم کذا لزمہ“

ترجمہ : یعنی اگر کسی نے نذر مانی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہر روز اتنے درود پڑھے گا تو یہ اس پر لازم ہے۔

(ردالمحتار علی درمختار، جلد:5، صفحہ:542)

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسالہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر (18)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ سوال یہ ہے کہ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ کتا حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے پیدا ہوا کیا یہ درست ہے جواب ارشاد فرما دیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

جی ہاں یہ درست ہے کہ کتا حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے پیدا ہوا ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص 427 میں ہے.

کہ کتا حضرت آدم علیہ السلام کے پتلا کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔

کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا تو شیطان نے بغض وحسد سے اپنا تھوک جمع کر کے آدم علیہ السلام کے مقام ناف پر ڈال دیا۔

اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ اس تھوک کو مقام ناف سے نکال لیں۔ناف کی گہرائی جبرئیل علیہ السلام کے حضرت آدم کے مقام ناف سے مٹی کریدنے کی وجہ سے ہے۔ پھر اس کریدی ہوئی مٹی سے کتے کو پیدا کیا۔

☆۔۔۔۔۔۔اس وقعہ کو بیان کرتے ہوئے خاتم المفسرین حضرت شیخ اسمعیل حقی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

"جمع(ای ابلیس) بزاقه فی فمه والقاه علیه فوقع بزاق اللعین علی موضع سرة آدم علیه السلام فامر الله جبرئیل نقور بزاق اللعین من بطن آدم فحفرة السرة من تقدیر جبرئیل و خلق الله من تلك القوارة كلبا " (تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۹۹)

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم ورسالہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر (19)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض جگہ یہ رواج ہے کہ عورتیں جمعرات کو گھروں میں بزرگوں کے نام چراغ جلاتی ہیں کیا یہ جائز ہے اور مزارات پر چراغ جلانے کا حکم کیا ہے وضاحت فرمادیں ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں جمعرات کو یا کسی خاص دن کو بزرگوں کے نام گھروں میں چراغ جلانا جائز نہیں ہے کہ یہ اسراف ہے۔ اور اسراف کرنے والوں کے بارے میں اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ۔

"انه لا يحب المسرفين"

ترجمہ : یعنی اللہ پاک اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ۔

البتہ جس جگہ کسی بزرگ نے بیٹھ کر عبادت کی ہو یا کسی بزرگ کی قبر مبارک ہو تو وہاں بطور تعظیم چراغ جلانا جائز ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ ردالمختار کے حاشیہ میں امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ايقاد القناديل والشمع عند قبور أولياء والصلحاء من باب التعظيم والاجلال ايضا للاولياء فالمقصد فيها مقصد حسن"

ترجمہ: اولیاء وصلحا کی قبور مبارک پر چراغ جلانا جائز ہے کہ یہ ان کی تعظیم ہے اور یہ اچھا مقصد ہے۔

(تقریرات الرافعی حاشیہ علی ردالمختار، باب صلوۃ الجنازۃ جلد 3،ص 170)

☆۔۔۔۔۔۔۔۔اسی طرح کے سوال کے جواب میں فتاوی ادارہ شرعیہ جلد دوم ص 411 میں ہے۔
کہ قبرستان یا اولیائے کرام کے مزارات پر روشنی کرنا، شمع جلانا نیت پر موقوف ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔۔حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے:

"خراج الشموع الی القبوربدعة واتلاف مال کذافی البزازیة وهذا کله اذاخلا عن فائدة واما اذاکان موضع القبور مسجدا او علیٰ طریق اوکان هناك احد جالساًاو کان قبرولی من الاولیاء اوعالم من المحققین تعظیما لروحه اعلاما للناس انه ولی لیتبروابهٖ ویدعوالله تعالیٰ عندهٗ فیستجاب لهم امرجائز"

ترجمہ: قبروں پر چراغ لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔اسی طرح بزازیہ میں ہے اور یہ سب اسی صورت میں ہے جب کہ یہ فعل بے فائدہ ہو۔لیکن اگر کسی قبر کی جگہ مسجد ہو یا قبر راستہ پر ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی ولی یا محقق عالم کی قبر ہو تو ان کی روح کی تعظیم کرنے اور لوگوں کو بتانے کے لئے کہ یہ ولی کی قبر ہے تا کہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور وہاں اللہ سے دعا کریں تو چراغ جلانا جائز ہے۔''

عبارت مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ مقابر میں روشنی کرنا جب کسی فائدے کے لئے ہو تو جائز ہے۔فائدے کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔مقابر سرراہ ہوں کہ گزرنے والوں کو آرام ہوگا اور مردوں کو بھی کہ مسلمان قبر کو دیکھ کر سلام کریں گے، فاتحہ پڑھیں گے، دعا کریں گے، ثواب پہنچائیں گے۔اگر گزرنے والے نیک ہوں گے تو مردے برکت حاصل کریں گے۔ اگر مردے نیک ہوں گے تو گزرنے والے فیض پائیں گے۔ اگر مسجد قریب ہوگی تو نمازیوں کو آرام ملے گا۔

مقابر میں کوئی بیٹھا ہے تو اسے بھی فائدہ پہنچے گا، قرآن حکیم پڑھے گا اور آخر میں فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی ارواح کی تعظیم کے لئے روشنی کی جائے غرضیکہ اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (تمام اعمال کا مدار نیتوں پر ہے) اگر قبرستان میں اس نیت سے چراغ جلاتے ہیں کہ مقابر مسلمین کی عزت وحرمت مدنظر ہے، لوگ قبروں کو دیکھیں، فاتحہ پڑھیں، قبروں پر پاؤں نہ پڑے تو چراغ وبتی روشن کرنے میں مضائقہ نہیں چنانچہ کعبہ معظّمہ اور حطیم شریف میں روشنی ہوتی ہے، دروازہ پر شمع کافوری جلتی ہے اور روضہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے اردگرد تو نہ جانے کتنے برقی قمقمے جلتے ہیں۔آج شادی بیاہ اور جلسوں میں کس قدر روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور کوئی اس کو اسراف وناجائز نہیں کہتا غرضیکہ اگر نیت بخیر ہے تو جائز ورنہ تضیع مال۔

(ادارہ شرعیہ جلد دوم ص 411)

☆۔۔۔۔۔۔۔ترمذی شریف کی حدیث پاک میں ہے

"أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَأُسْرِجَ لَهُ بِسِرَاجٍ فَأَخَذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ:''رَحِمَكَ اللّٰهُ إِنْ كُنْتَ لَأَوَّاهًا تَلَّاءً لِلْقُرْآنِ'' .رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ"

ترجمہ: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت قبر میں تشریف لے گئے تو آپ کے لیئے چراغ جلایا گیا حضور نے میت کو قبلہ کی طرف سے لیا اور فرمایا اللہ تم پر رحم کرے تم بہت زاری کرنے اور تلاوت قرآن کرنے والے تھے ۔ (ترمذی)

☆ ۔۔۔۔۔۔۔اس حدیث پاک کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی مراۃ المناجیح میں لکھتے ہیں۔

یعنی رات میں میت کو دفن کیا تو میت کے لیئے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چراغ سے روشنی کی گئی۔

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت قبر پر چراغ جلانا جائز ہے لہذا جن بزرگوں کے مزاروں پر دن رات زائرین کا ہجوم اور تلاوت قرآن کا دور رہتا ہے وہاں ضرور رات کو روشنی کی جائے،اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر ہمیشہ سے اور اب نجدیوں کے زمانہ میں اور زیادہ اعلیٰ درجہ کی روشنی ہوتی ہے،خاص گنبد شریف پر بیسیوں قمقمے نصب ہیں۔

خیال رہے کہ بزرگوں کا احترام ظاہر کرنے کے لیے بھی روشنی کر سکتے ہیں،جیسے کعبہ معظّمہ کے احترام کے لیے اس پر غلاف رہتا ہے اور دروازہ کعبہ پر بڑی قیمتی شمع کافوری جلائی جاتی ہے۔

(مراۃ المناجیح جلد2حدیث1706)

لہذا معلوم ہوا کہ قبرستان پر ضرورت ہو تو چراغ جلانے کی اجازت ہے اسی طرح بزرگوں کے مزارات پر بھی چراغ جلانا جائز ہے بلکہ مستحب ہے البتہ گھروں میں چراغ جلانا جائز نہیں ہے کہ وہاں کوء ضرورت نہیں بلکہ اسراف ہے۔

هذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(20)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ حمل ساقط ہونے سے پہلے آنے والا خون بیماری کا ہے یا نفاس کا ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں حمل ساقط ہونے سے پہلے آنے والا خون بیماری کا ہے اور حمل ساقط جب ہوا تو اگر اعضاوغیرہ بن گئے تھے تو وہ آنے والا خون نفاس کا ہے اس میں عادت کے دن پورے کر لے عادت کے دنوں بعد بھی خون جاری رہا اور اگر وہ چالیس دن بعد بھی جاری رہا تو اب حکم یہ ہے عادت کے دنوں کے بعد نماز و روزہ رکھے گی اور اگر نہیں رکھے تو اب وہ انکی قضا کرے گی ..
اس لئے عادت سے تجاوز کر کے چالیس کے بعد بھی آنے والا خون وہ بیماری کا کہلائے گا اور بیماری کے خون میں نماز و روزہ رکھنے کا حکم ہے۔

☆ــــــ مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت میں لکھتے ہیں ۔

عادت کے دنوں سے خون مُتجاوِز ہو گیا، تو حَیض میں دس دن اور نِفاس میں چالیس دن تک انتظار کرے اگر اس مدت کے اندر بند ہو گیا تو اب سے نہا دھو کر نماز پڑھے اور جو اس مدت کے بعد بھی جاری رہا تو نہائے اور عادت کے بعد باقی دنوں کی قضا کرے..

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(21)﴾

کیا فرماتے ہے علماءِ کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی بدمذہب نے اعتراض کیا کہ بعض لوگوں نے ہر روزے کے یا ہر عشرے کے اذکار خود سے بنا رکھے ہیں، اُن کی شرعی کوئی حیثیت نہیں ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۔۔۔۔دو اعتراض ہیں۔۔۔۔

1.. نیت کے وقت منہ سے بول کر " وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" پڑھنا دینِ اسلام میں کہیں ثابت نہیں ہے۔

2... افطاری کے وقت " اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ .وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ "پڑھنا ثابت نہیں ہے، اس حدیث کو تمام علمائے کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔وغیرہ۔۔

جواب :

دیکھیں رمضان شریف میں ذکر اذکار کرنا اور سحری وافطاری کے وقت دعائیں پڑھنا اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ خوب ذکر و دعائیں کرنی چاہیے۔۔ کہ یہ شریعت کے خلاف نہیں بلکہ زیادہ پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔۔

مذکورہ پوسٹ میں درج ذیل حدیث کو ضعیف کہا اور عمل کرنے سے منع کیا۔

☆۔۔۔۔۔۔ابوداود کی حدث پاک میں ہے۔

ابوداود نے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افطار کے وقت یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔

(سنن ا?بي داود'، کتاب الصیام، باب مایستحب من تعجیل الفطر،الحدیث: ۳۵۳۲، ج۲،ص۴۴۶)

علمائے کرام نے اس حدیث کو مرسل کہا دیکھیے مرقات میں۔
اور مذکورہ حدیث فضائل میں آتی ہے اور فضائل میں ضعیف حدیث بھی مقبول ہوتی ہے علمائے کرام کا اس پہ عمل ہے لہذا مذکورہ دعا پڑھنی چاہیے کہ یہ سنت ہے۔

☆۔۔۔۔۔مذکورہ حدیث پاک کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی مراۃ المناجیح میں لکھتے ہیں:
افطار کے وقت یہ دعا مانگنا سنت ہے، مرقات نے فرمایا کہ اگر یہ بھی کہہ لے **وَبِكَ اٰمنتُ** اگرچہ اس کلمہ کی کوئی اصل تو نہیں مگر درست ہے،بعض لوگ آخر میں یہ بھی کہہ لیتے ہیں"**وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ**"یہ کل کے روزے کی نیت ہے اور زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بدعت حسنہ ہے،بعض لوگ افطار کے وقت یوں کہتے ہیں"**اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِرِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَاغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ**"اس میں بھی حرج نہیں۔
غرضکہ دعائیہ کلمات میں زیادتی جائز ہے،بعض **اَلتَّحِيَّاتُ** میں درود ابراہیمی میں لفظ **مُحَمَّدٍ** سے پہلے **سَيِّدِنا** بڑھا دیتے ہیں،بعض حجاج تلبیہ میں یہ زیادتی کردیتے ہیں"**اِنَّ عَبْدَكَ وَابْنَ عَبْدَيْكَ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيْكَ حَالُهٗ لَايَخْفٰى عَلَيْكَ**"وغیرہ اس میں بھی حرج نہیں،ہاں درود وظیفوں کے الفاظ بالکل نہ بدلے جائیں کیونکہ وہ کسی خاص اثر کے لیے ہوتے ہیں اور یہ اثر منقولہ الفاظ سے وابستہ ہے اور دعائیں محض ثواب کے لیے یہاں جتنے الفاظ زیادہ اتنا ثواب زیادہ۔

(کتاب: مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد: 3, حدیث نمبر:1994)

لہذا معلوم ہوا کہ مذکورہ دعائیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ جتنی زیادہ دعائیں پڑھے گے اتنا زیادہ ثواب ملے گا اور اس طرح کی پوسٹ بنا کر لوگوں کو عبادت سے منع ہرگز نہ کیا جائے کہ یہ ایک طرح کا فتنہ ہے۔

هذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(22)﴾

کیافرماتے ہےعلماءکرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگشتِ شہادت سے التحیات میں اشارہ کرنا کیساہےاور یہ کس مقصد کے لئےاٹھائی جاتی ہے اور بعض لوگ تشہد میں انگلی کوحرکت دیتے ہی رہتے ہیں اسکی کیاحقیقت ہےاور ہمارے فقہاسے یہ ثابت ہے یانہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

شہادت کی انگلی سے التحیات میں لفظ لا پرحلقہ بنا کراشارہ کرنااورالا اللہ پرانگلی گرانا سنت ہے اوراسکےعلاوہ تشہد میں انگلی کوحرکت دیتے رہنا خلاف سنت ہے۔

اورتشہد میں انگلی اٹھانے کا مقصد''لا إلٰہ'' کی تائیدوتصدیق ہےیعنی معبود باطل کی نفی ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ فتاوی اشرفیہ جلدپنجم ص417 میں ہے

تشہد میں''لا''پرحلقہ باندھےاورانگشت شہادت اوپراٹھا کراشارہ کرے''إلا اللہ''پرانگلی گرالےاورحلقہ کھول دے۔

☆۔۔۔۔۔غنیۃ میں ہے:

" المراد من العقد المذکور فی روایة مسلم، العقد عند الإشارة لا فی جمیع التشهد ألا یری ما فی الروایة الأخری لمسلم: "وضع کفه الیمنی علی فخذه الیمنی وقبض أصابعه کلها وأشار بأصبعه التی تلی الإبهام"۔ ولا شك ¬أن وضع الکف لا یتحقق حقیقة مع قبض الأصابع فالمراد وضع الکف ثم قبض الأصابع بعد ذلك عند الإشارة "

اس عبارت میں جودوجگہ تصریح ہےایک جگہ فرمایا:

العقد عند الإشارة۔حلقہ اشارہ کے وقت ہے۔دوسری جگہ ہے:**ثم قبض الأصابع بعد ذلك عندالإشارة**۔پھرانگلیوں کوسمیٹنا ہے اشارے کے وقت ۔ یہ دونوں عبارتیں اس پر نص ہیں کہ انگلیوں کا حلقہ صرف اشارے کے وقت ہوگا نہ پہلے ہوگا نہ بعد میں اس لیے کہ جب کوئی حکم کسی حالت کے ساتھ مقید ہوتا ہے تو اس حالت کے ساتھ خاص ہوتا ہے،اس کے قبل یااس کے بعد ممنوع ہوتا ہے۔اس لیے اشارہ کے بعد حلقہ باندھے رہنا جیسا کہ دیوبندیوں میں یہ بدعت پھیلی ہوئی ہے خلاف سنت ہے۔

علمانے قعدہ خواہ اولیٰ ہو یا ثانیہ کی سنتوں میں یہ شمار فرمایا کہ داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے اور ہاتھ کو کھلا رکھے۔

☆ ۔۔۔۔۔۔عالمگیری میں ہے:

"ووضع يديه على فخذيه وبسط أصابعه، كذا في الهداية " ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ قعدہ کی اصل سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دونوں رانوں پر کھلی ہوئی رہیں اب اگر تشہد کے بعد تک انگلیوں کا حلقہ باندھے رہیں گے تو اس سنت کا ترک لازم آئے گا اگر تشہد کے بعد تک انگلیوں کا حلقہ باندھے رہنا مشروع ہوتا تو علما یہاں بطور استثنا کے ضرور ذکر فرماتے جیسا کہ اشارے کے وقت حلقہ باندھنے کو ذکر فرمایا باوجود مقتضیٰ ذکر نہ کرنا مشروع نہ ہونے کی دلیل ہے۔خلاصہ یہ نکلا کہ کتب فقہ پر غائر نظر ڈالنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انگلیوں کا حلقہ صرف **"لا إله إلا الله"** تک رہے گا اس کے بعد کھول دیا جائے گا۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ،ص:۳۲۳،صفۃ الصلاۃ،سہیل اکیڈمی،لاہور۔)

(الفتاوی الہندیۃ ،ج۱،ص:83،کتاب الصلاۃ،الباب الاربع فی صفۃ الصلاۃ،الفصل الثالث،دارالکتب العلمیۃ،بیروت۔)

☆۔۔۔۔۔امام اہلسنت امام احمد رضا خاں اس کا ثبوت احادیث کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے فتاوی رضوی میں لکھتے ہیں:

" اخرج مسلم فی صحیحه عن سیدنا عبدالله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما قال فیه کان اذاجلس فے الصلوٰة وضع(یرید رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم) کفه الیمنی علی فخذه الیمنی وقبض اصابعه کلها واشار باصبعه التی تلی الابهام " ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تشہد میں اپنا دہنا ہاتھ دہنی ران پر رکھا اور سب انگلیاں بند کر کے انگوٹھے کے پاس انگلی سے اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم باب صفۃ الجلوس فی صلوٰۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۱۲)

☆۔۔۔۔۔۔انگلی اٹھانے کی وجہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" واخرج ابن السکن فی صحیحه عنه رضی الله تعالٰی عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم الاشارة بالاصبع اشد علی الشیطان من الحدید" ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھاردار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے۔

(مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ ابن عمر مطبوعہ دارالفکر بیروت ۲/۱۱۹)

" وعنه رضی الله تعالٰی عنه ایضا عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال هی مذعرة للشطان"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی باب من روی انہ اشار بہا الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ۲/۱۳۲)

''لہذا معلوم ہوا کہ تشہد میں انگلی اٹھانے سے شیطان کو دل میں خوف پیدا ہوتا ہے''۔ اس باب میں احادیث وآثار بکثرت وارد، ہمارے محققین کا بھی مذہب صحیح ومعتمد علیہ ہے صغیری میں ملتقط وشرح ہدایہ سے اس کی تصحیح نقل کی اور اسی پر علاّمہ فہامہ محقق علی الاطلاق مولانا کمال الدین محمد بن الہمام وعلامہ ابن امیر الحاج حلبی وفاضل بہنسی وباقانی وملاخسرو وعلامہ شرنبلالی وفاضل ابراہیم طرابلسی وغیرہم اکابر نے اعتماد فرمایا اور انھیں کا صاحب درمختا، فاضل مدقق علاء الدین حصکفی وفاضل اجل سیّد احمد طحطاوی وفاضل ابن عابدین شامی وغیرہم اجلّہ نے اتباع کیا، علاّمہ بدرالدین عینی نے تحفہ سے اس کا استحباب نقل فرمایا اور صاحبِ محیط وملاّ قہستانی نے سنّت کہا۔

(فتاوی رضوی جلد 6 ص 34)

اسی طرح حبیب الفتاوی میں تشہد میں انگلی کو اٹھانے کی وجہ کو یوں بیان کیا گیا۔

اشارہ کرنا سنت ہے۔صحیح مذہب یہی ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی انگلی کو اٹھاتے تھے اور تھوڑا موڑتے تھے اور جس نے کہا ''حضور بالکل ہی نہیں اشارہ کرتے تھے، وہ روایت ودرایت دونوں کے خلاف ہے۔

اشارہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی ہی سے ہونا چاہیے۔تشہد میں شہادت کی انتہاء کے وقت اشارہ کرے۔بسبب فرمانے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ ایک شخص دو انگلیوں سے اشارہ کررہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شہادت کی انگلی کو نفی ،یعنی ماسوی اللہ سے الوہیت کی نفی کے وقت ،یعنی ''لا الہ'' کہنے کے وقت اٹھائے اور اثبات یعنی صرف اللہ کی الوہیت ہی کے اثبات کے وقت ،یعنی ''الا اللہ'' کے وقت اسے پھیلا دے۔تا کہ رفع سے (بلند کرنا) نفی کی طرف اشارہ ہوجائے اور وضع (بچھا دینا) سے ''اثبات کی طرف اشارہ ہو جائے۔''

☆۔۔۔۔۔۔۔اسی کے تحت طحطاوی میں ہے۔

"والعقد وقت التشهد فقط فلا يعقد قبل ولا بعد وعليه الفتوىٰ" ۔

انگلی تشہد ہی کے وقت موڑی جائے گی۔نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

(حبیب الفتاوی جلد اول ص 204)

لہذا معلوم ہوا کہ تشہد میں انگلی کو اٹھانے سے توحید کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔۔جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی مراۃ المناجیح میں لکھتے ہیں۔

نبی کریم صلی علیہ والہ وسلم زبان سے فرماتے **لَا اِلٰهَ اِلَّااللهُ** اور یہ انگلی اٹھا کر توحید کا اشارہ کرتے تا کہ قولاً وعملاً توحید کی گواہی ہو اور بعد اشارہ پھر ہاتھ بچھا دیتے تا کہ انگلیاں قبلہ رو رہیں۔

(کتاب: مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد: 2, حدیث نمبر:907)

اسی طرح فتاوی اشرفیہ جلد پنجم ص 364 میں تشہد میں انگلی اٹھانے کے مقصد کو یوں بیان کیا گیا۔

انگلی اٹھانے کا مقصد ''لا الہ'' کی تائید و تصدیق ہے یعنی معبود باطل کی نفی۔ رہی یہ بات کہ تشہد میں بعض لوگ بار بار انگلی کو حرکت کیوں دیتے ہیں۔ وہ اس حدیث پے عمل کرتے ہوئے ایسا کرتے ہیں حالانکہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔۔ابوداود کی حدیث پاک میں ہے۔

روایت ہے حضرت وائل ابن حجر سے وہ رسول اللہ سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ :

پھر حضور بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور اپنی داہنی کہنی اپنی داہنی ران پر دراز کی دو انگلیاں بند کیں اور حلقہ بنایا پھر اپنی انگلی شریف اٹھائی میں نے آپ کو دیکھا کہ اسے ہلاتے تھے اس سے اشارہ کرتے تھے (ابوداؤد، دارمی)

☆۔۔۔۔۔۔۔اس حدیث پاک کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی مراۃ المناجیح میں لکھتے ہیں ۔
یہاں ہلانے سے مراد انگلی کا اٹھانا اور گرانا ہے کیونکہ اس میں بھی انگلی کو حرکت ہوتی ہے۔
(کتاب: مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد: 2, حدیث نمبر:911)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(23)﴾

کیافرماتے ہےعلماءکرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا کفن میں سلائی کی اجازت ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

دیکھیں کفن مرد کا ہو یا عورت کا کفن میں سلائی کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہے کہ میت کو اسکی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ نورالایضاح شرح مراقی الفلاح ص 291 میں ہے۔

"ولا يجعل لقميصه كم ولا دخريص ولا جيب ولا تكف أطرافه"۔

یعنی اوراس کی قمیص کے لئے نہ آستینیں بنائی جائیں نہ کلی اور نہ جیب اور نہ اس کے کنارے سلے جائیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(24)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مولانا صاحب اپ یہ بتائیں کہ ہماری مسجد میں جگہ اتنی چھوٹی ہے کہ یعنی کہ چار صفحے بنتی ہیں اس میں ٹوٹل اور جو پہلی صف ہے اس میں مولانا صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ہم جگہ کی کمی ہونے کی وجہ سے مولوی صاحب کے برابر کھڑے ہو کے نماز پڑھ سکتے ہیں یعنی کہ پہلی صف میں مولوی کے ساتھ برابر کھڑے ہو سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں اسکے بارے میں حکم شرعی یہ ہے اگر اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کی برابر دہنی جانب کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں، برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، دو سے زائد کا امام کی برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی نماز واجب العادہ ہے۔
امام کی برابر کھڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو یعنی اس کے پاؤں کا گِٹا اُس کے گِٹے سے آگے نہ ہو۔
لہذا امام کے لیے علحیدہ جگہ مکرر کی جائے گی مقتدی برابر کھڑے نہیں ہو سکتے اگر محراب ہے تو ضرورت کے وقت اس میں کھڑا ہو سکتا ہے۔
☆۔۔۔میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خاں فتاوی رضوی میں اس مسئلے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جب صرف ایک مقتدی ہو تو سنت یہی ہے کہ وہ امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو مگر اس کا لحاظ فرض ہے کہ قیام، قعود، رکوع، سجود کسی حالت میں اس کے پاؤں کا گِٹا امام کے گِٹّے سے آگے نہ بڑھے۔اسی احتیاط کے لئے امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ اپنا پنجہ امام کی ایڑی کے برابر رکھے، اور اگر دو مقتدی ہوں تو اگرچہ سنت یہی ہے کہ پیچھے کھڑے ہوں، پھر بھی اگر امام کے دہنے بائیں برابر کھڑے ہو جائیں گے حرج نہیں مگر دو سے زیادہ مقتدیوں کا امام کے برابر کھڑا ہونا یا امام کا صف سے کچھ آگے بڑھا ہونا کہ صف کی قدر جگہ نہ

چھوٹے یہ ناجائز وگناہ ہے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی، اگر مقتدیوں کی کثرت اور جگہ کی قلت ہے باہم صفوں میں فاصلہ کم چھوڑیں پچھلی صف اگلی صف کی پشت پر سجدہ کرے اور امام کے لئے جگہ بقدر ضرورت پوری چھوڑیں اور اگر اب بھی امام کو جگہ ملنا ممکن نہ ہونہ ان میں کچھ لوگ دوسری جگہ نماز کو جاسکیں مثلاً معاذ اللہ کسی ایسی کوٹھڑی میں محبوس ہیں جس کا عرض جانب قبلہ گز سوا گز ہے تو یہ صورت مجبوری محض ہے اس میں قواعد شرع سے ظاہر یہ ہے کہ جماعت کریں امام بیچ میں کھڑا ہو پھر تنہا تنہا اس کا اعادہ کریں جماعت اقامت اشعار کے لئے اور اعادہ رفع خلل کے واسطے۔

☆۔۔۔۔۔۔۔درمختار میں ہے:

کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادته۔

یعنی جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا اعادہ واجب ہے۔

(درمختار باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۷)

☆۔۔۔۔۔۔۔۔اسی میں ہے:

لوتوسط اثنین کره تنزیها وتحریما لواکثر۔

یعنی اگر امام دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہوا تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اگر دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو مکروہ تحریمی۔

(درمختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(25)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ روزے کی حالت میں مسوڑھوں سے خون نکلے، یا پیپ اور پتہ نہ ہو کہ یہ حلق میں گیا ہو یا نہ تو روزے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں جب حلق میں ذائقہ محسوس نہیں ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر خون تھوک پر غالب ہو اور حلق میں اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔اس کی پہچان یہ ہے کہ حلق میں خون کا ذائقہ محسوس ہو۔ روزہ ٹوٹنے کی صورت میں اس کی قضا کرنا لازم ہوگی۔

☆۔۔۔۔۔۔۔۔غلبہ کی علامت کے متعلق بہار شریعت میں ہے:

''غلبہ کی علامت یہ ہے کہ حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو، نماز اور روزہ توڑنے میں مزے کا اعتبار ہے اور وضو توڑنے میں رنگ کا۔''

(بہار شریعت، جلد 1 ،صفحہ 610،)

☆۔۔۔۔۔۔مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت میں لکھتے ہیں۔

''دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔''

(بہار شریعت، جلد 1 ،صفحہ 986،)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(26)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا کھانا پکاتے وقت جو دھواں نکل کر آنکھ یا حلق میں چلا جائے اس سے روزے کا حکم کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

صورت مذکور میں روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے وہ دھواں جو خود بخود حلق میں چلا جائے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔۔

☆۔۔۔۔۔۔۔مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت میں لکھتے ہیں۔

مکّھی یا دُھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکّی پیسنے یا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلّہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے غبار اُڑ کر حلق میں پہنچا،اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دھواں پہنچایا تو فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو،خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو،یہاں تک کہ اگر کی بتی وغیرہ خوشبو سُلگتی تھی، اُس نے منہ قریب کرکے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔یوہیں حقّہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے،اگر روزہ یاد ہو اور حقّہ پینے والا اگر پیے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (درمختار،ردالمحتار وغیرہما)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(27)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان میں جب شیطان قید ہوتا ہے تو ہم گناہ کیوں کرتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

☆۔۔۔۔دیکھیں شیطان تو قید ہوتا ہے مگر ہم گناہ اپنے نفس کی وجہ سے کرتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

(مسلم، بخاری)

یہ جملہ بھی اپنے ظاہری معنی پر ہی ہے کہ ماہ رمضان میں واقعی دوزخ کے دروازے ہی بند ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے اس مہینہ میں گنہگاروں بلکہ کافروں کی قبروں پر بھی دوزخ کی گرمی نہیں پہنچتی۔ وہ جو مسلمانوں میں مشہور ہے کہ رمضان میں عذابِ قبر نہیں ہوتا اس کا یہی مطلب ہے اور حقیقت میں ابلیس مع اپنی ذریتوں کے قید کردیا جاتا ہے۔اس مہینہ میں جو کوئی بھی گناہ کرتا ہے وہ اپنے نفس امارہ کی شرارت سے کرتا ہے نہ کہ شیطان کے بہکانے سے۔

کتاب: مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد: 3, حدیث نمبر:1956

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(28)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا کیسا ہے ، کیا عذر کے تحت کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی اجازت ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ و سنّتِ نصارٰی ہے۔ہاں عذر کے تحت کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔۔جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں کھڑے ہوئے پیشاب کررہا تھا تو فرمایا کہ اے عمر کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا کرو پھر میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا ۔ (ترمذی،ابن ماجہ)

☆۔۔۔۔۔اس حدیث پاک کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی مراۃ المناجیح میں لکھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ اور طریقۂ کفار ہے، جاہلیت کے لوگ گدھے بیل کی طرح کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرتے تھے۔

اگر اس میں بے پردگی ہو یا کپڑے پر چھینٹیں پڑیں یا مشابہت کفار (فیشن) کے لیے ہو تو مکروہ تحریمی ہے ورنہ مکروہ تنزیہی، مجبوری کی حالت میں بلا کراہت جائز۔

(کتاب:مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد: 1, حدیث نمبر:363)

☆۔۔۔۔۔اسی طرح میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خاں فتاوی رضوی میں لکھتے ہیں۔

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ سنّتِ نصارٰی ہے۔

☆۔۔۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

"من الجفاء ان يبول الرجل قائما"

بے ادبی و بدتہذیبی ہے یہ کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔رواہ البزار بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ(اسے بزار نے بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے)۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(29)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک فطرہ کو ایک ہی فقیر کو دینا پڑے گا یا دو/تین فقیر کو دے سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

جی ایک شخص کا فطرانہ ایک سے زیادہ مستحق افراد کو دے سکتے ہیں۔۔

☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔جیسا کہ تنویرالابصار مع الدرالمختار میں ہے:

”(وجاز دفع کل شخص فطرته إلى) مسكين أو (مساكين على) ما عليه الاكثر“۔

یعنی کسی ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین یا اکثر فقہائے کرام کے نزدیک ایک سے زیادہ مساکین کو دینا بھی جائز ہے۔

(ردالمحتار مع درالمختار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، ج03،ص377،)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(30)﴾

کیافرماتے ہےعلماءکرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگرامام صاحب نےتراویح میں آیت سجدہ پڑھی اوروہ لوگ کہ جوتراویح میں موجودنہیں ہیں پیچھےصفوں میں فارغ بیٹھے ہیں انہوں نے ایت سجدہ سن لی تو پھرایا کہ ان پرسجدہ تلاوت واجب ہوگا کرنایانہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

☆۔۔۔۔۔۔۔۔دیکھیں اسکی تین صورتیں ہیں۔

1 .. اگرکوئی شخص امام سےسجدہ کی آیت سن لے،تواگرامام کےسجدہ کرنے سے پہلےوہ بھی اس کےساتھ جماعت میں شریک ہوجائے،توامام کےساتھ سجدہ کرناضروری ہوگا۔۔

2.. اوراگرامام کےسجدہ کرنے کے بعدجماعت میں شریک ہوا،تواب سجدہ لازم نہیں ہوگانہ نماز میں اورنہ نماز کے بعد؛

3.. اور اگرآیت سجدہ سننے کے بعداس نماز میں شریک نہیں ہوا،توسجدہ کرناواجب ہوگا۔

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ درمختارمع ردالمختارمیں ہے۔

(وَمَنْ سَمِعَهَا مِنْ إمَامٍ) وَلَوْ بِاقْتِدَائِهِ بِهِ (فَائْتَمَّ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ الْإِمَامُ لَهَا سَجَدَ مَعَهُ) وَلَوْ ائْتَمَّ (بَعْدَهُ لَا) يَسْجُدُ أَصْلًا كَذَا أَطْلَقَ فِي الْكَنْزِ تَبَعًا لِلْأَصْلِ (وَإِنْ لَمْ يَقْتَدِ بِهِ) أَصْلًا (سَجَدَهَا) وَكَذَا لَوْ اقْتَدَى بِهِ فِي رَكْعَةٍ أُخْرَى عَلَى مَا اخْتَارَهُ الْبَزْدَوِيُّ وَغَيْرُهُ وَهُوَ ظَاهِرُ

الْهِدَايَةِ۔ قال ابن عابدين: (قَوْلُهُ لَا يَسْجُدُ أَصْلًا) أَيْ لَا فِي الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا فَافْهَمْ۔
(الدرالمختار مع ردالمحتار:۲/۱۰۱ بیروت)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(31)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایسا سوٹ پہننا کیسا جس کے بٹن لوہے کے ہوں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں ایسا سوٹ پہن سکتے ہیں۔ جس کے بٹن لوہے یا چاندی کے ہوں اس لئے فقہائے کرام نے اس کی اجازت دی ہے

☆۔۔۔۔۔جیسا کہ مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت حصہ 16 ص 418 میں لکھتے ہیں۔
سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے، جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔ (درمختار)

یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے، جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(32)﴾

کیافرماتے ہےعلماءکرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نکاح ہواہواوررخستی نہ ہوئی ہوفطرہ کس پر واجب ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

بالغ عورت کافطرہ نہ شوہر پرواجب ہے نہ باپ پر۔اگر یہ صاحب نصاب ہےتو خوداداکرے گی۔
☆۔۔۔۔۔جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمدرضاخاں فتاوی رضوی میں لکھتے ہیں۔

شادی شدہ بیٹی اگر باپ کےگھرعیدکرے تواس کے چھوٹے بچوں کا فطرہ ان کے باپ پر ہےجبکہ عورت کا نہ باپ پر نہ شوہر پر،اگر صاحب نصاب ہےتو خوداداکرے۔

(فتاوی رضویہ،ج10،ص296)

ھذاماعندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر (33)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نماز کے لیے آیا ابھی پہلی صف مکمل نہیں تھی اس نے دوسری صف پر کھڑے ہو کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی اس صورت میں زید کے لیے کیا شرعی حکم ہے ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں صف اول کو مکمل کرنا واجب ہے پھر دوسری صف بنائی جائے۔ اور اگر کسی مقتدی نے اگلی صف میں جگہ کے ہوتے ہوئے پچھلی صف میں نماز پڑھ لی تو یہ قطع صف کی وجہ سے گناہ گار رہوا البتہ اسکی نماز ہو جائے گی۔

☆۔۔۔۔۔۔علی حضرت امام اہلسنت لکھتے ہیں۔

کسی صف میں فرجہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، جب تک اگلی صف پوری نہ کرلیں صف دیگر ہرگز نہ باندھیں۔

(فتاویٰ رضوی)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر (34)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ   اگر جماعت میں نمازیوں کی پہلی صف مکمل ہے اوراب زید آیا اس نے دوسری صف پر نماز نہیں پڑھی بلکہ تیسری صف پر نماز پڑھیں جماعت کے ساتھ اس صورت میں زید کی نماز ہوئی یا نہیں ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

صورت مذکور میں قطع صف ہونے کی وجہ سے نمازی گناہ گار ہوا البتہ اسکی نماز ہوجائے گی۔
(ماخوذ فتاوی اشرفیہ جلد پنجم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(35)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگراپنی بیوی کوکسی نے یوں تین مرتبہ کہہ دیا کہ تو میری طرف سے فارغ ہے تو اب کیا حکم ہے ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں لفظ فارغ یہ صریح لفظ ہے جس میں طلاق کی نیت کی بھی حاجت نہیں ہے لہذا تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اب حلالہ کے بغیر کوئی حل نہیں۔

☆۔۔۔اس طرح کے سوال کے جواب میں میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خاں فتاوی رضوی میں لکھتے ہیں۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ نے اپنے شوہر زید کو بذریعہ خط یہ لکھا کہ تم مجھ کو فارغ خطی دے دو اور اس زوجہ ہندہ کے لکھنے پر شوہر زید نے یہ لکھ دیا کہ میری طرف سے تین مرتبہ فارغ خطی ہے مجھ کو تم سے کچھ مطلب نہیں جو تمہارا جی چاہے وہ کرو، تو اب اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہی اور مسمّاۃ ہندہ کو اب کیا کرنا چاہیئے؟ شوہر زید کے پاس جانا درست ہے یا نہ؟ اگر جائے تو کیا ہے؟ **بینوافی الکتاب توجروایوم الحساب۔**

الجواب :

صورتِ مستفسرہ میں تین طلاقیں ہوگئیں، زید کے پاس اسے جانا حرام محض ہے، بے حلالہ کے زید سے نکاح نہیں ہوسکتا،

" فان ھذا اللفظ من الرجل لامرأته لایستعمل الافی معنی الطلاق ولایرادو لایفھم منه الاھذا، فکان من الصریح الذی لایحتاج الی النیة لانه حیث یقع جوابا لسؤالھا کما ھھنا فانه لایحتمل الرد کما لایخفی "

خاوند کی طرف سے بیوی کے لئے اس لفظ کا استعمال صرف طلاق کے معنٰی میں ہوتا ہے اور اس سے مراد اور فہم یہی ہوتا ہے، لہذا یہ لفظ

صریح ہے جس میں نیّت کی محتاج نہیں ہے کیونکہ جیسے یہاں بیوی کے سوال کے جواب میں مذکور ہوتو اس سے رَد کا احتمال نہیں ہوتا، جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔ردالمحتار میں ہے:

فمالایستعمل فیها الافی الطلاق فهوصریح یقع بلانیة ومااستعمل فیما استعمال الطلاق وغیره فحکمه حکم کنایات العربیة فی جمیع الاحکام، بحر۔

لفظ صرف طلاق میں استعمال ہو وہ صریح ہوتا ہے جس میں نیت کی حاجت نہیں، اور جو لفظ طلاق اور غیر طلاق میں استعمال ہو تو اس حکم تمام احکام میں عربی کنایہ جیسا ہوتا ہے، بحر۔

☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسی طرح عالمگیریہ میں بدائع سے ہے۔

(ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۲۴)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر (36)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی اعتکاف میں ہو اسکی بہت زیادہ طبیعت خراب ہو تو کیا کیا جائے ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

اگر اعتکاف کرنے والا بیمار ہو جائے تو علاج کے لیے مسجد سے باہر نہیں جا سکتا اگر جائے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا البتہ اعتکاف کرنے والا مسجد میں ہی علاج کروائے۔

(فتاوی عالمگیری)

ہاں اگر معتکف کا علاج مسجد میں ممکن نہ ہو تب وہ علاج کے لیے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے اور اس کا اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا لیکن اس صورت میں گناہ گار نہیں ہوگا۔ اور بعد میں قضا کرنی ہوگی۔

(فتح القدیر)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(37)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ وتر کی نماز میں فاتحہ کی تکرار کا کیا حکم ہے ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

صورت مذکور میں فاتحہ کی تکرار مکروہ تحریمی ہے ۔ جان بوجھ کر پڑھنے والا وتر دوبارہ پڑھے گا اور اگر بھولے سے فاتحہ کی تکرار کی تو سجدہ سہو واجب۔

☆----------جیسا کہ مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت حصہ چہارم ص715 میں لکھتے ہیں۔

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی کسی رکعت میں سورہ؟ الحمد کی ایک آیت بھی رہ گئی یا سورت سے پیشتر دوبار الحمد پڑھی یا سورت ملانا بھول گیا یا سورت کو فاتحہ پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا اور لوٹا اور تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔

(درمختار، عالمگیری)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(38)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام کے اگر گلے کا بٹن کھلا ہوا ہو اور سینے کی ہڈی چمکتی ہو اور امام حالتِ نماز میں ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا مکروہِ تنزیہی اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

☆۔۔۔۔۔۔دیکھیں اسکی دو صورتیں ہیں۔

1۔۔ اگر سینہ پورا چمکتا ہے تو نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

2۔۔ اور اگر ہنسلی کی ہڈی جو سینے میں داخل ہے چمکے تو نماز مکروہِ تنزیہی ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔رہی بات یہ کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم۔

اگر تو پہلی والی صورت پائی گئی تب اس امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے اور اگر دوسری صورت پائی گئی تب اعادہ مستحب ہے۔

☆۔۔۔۔۔جیسا کہ فتاوی ادارہ شرعیہ جلد سوم ص 437 میں ہے۔

کرتے کے بٹن کو کھلا رہنا یوں بھی برا ہے جس کو مہذب سوسائٹی پسند نہیں کرتی۔ حالت نماز میں مکروہ تحریمی ہے اور اگر ہڈیاں نظر نہ آتی ہوں، نیچے دوسرا کرتا یا گنجی ہونے کی وجہ سے، تو بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ قال فی الہندیہ ج ا ص ۱۰۵ ویشدہ بالمنطقۃ مخافۃ السدل کذا فی فتاویٰ قاضی خاں۔

اگر امام مذکور کی ایسی عادت ہو تو اسے منصب امامت سے برطرف کر دیا جائے (عدم اہتمام کی وجہ سے) کہ صورت اولیٰ میں اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے اور صورت ثانیہ میں مستحب ہے۔

(کما قال فی فتاویٰ العالمگیریہ، ج ا ص ۱۰۸)

فان كانت تلك الكراهة كراهة تحريم فتجب الاعادة او تنزيه فتستحب فان الكراهة التحريمة فی رتبة الواجب كذافی فتح القديرا۔

(فتاوی ادارہ شرعیہ جلد سوم ص 437)

اوراسی کے متعلق مفتی اعظم پاکستان مفتی وقارالدین وقارالفتاوی جلددوم ص 75 پے لکھتے ہیں۔

ہنسلی کی ہڈی سے نیچے سینہ ہے اوراوپر گلا ہے۔ گلے کے کھلے رہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن گلے سے نیچے کا حصہ اس طرح کھلا رہے کہ جو کپڑا پہنا ہے اس کے بٹن بالکل نہ لگائے گئے یا نیچے کے بٹن لگائے گئے اوراوپر کے بٹن اس طرح چھوڑ دیئے گئے، جن سے ہنسلی کی ہڈی اوراس کے نیچے کا حصہ کھلا رہے اوراس کرتہ کے اوپر دوسرا کپڑا پہن لیا۔

مثلاً شیروانی، واسکٹ وغیرہ تو نماز مکروہ ہوتی ہے اوراگر دوسرا کپڑا اوپر پہن کر اس کے بٹن لگا دیئے گئے ہیں تو نماز مکروہ نہیں ہوتی، یا کرتہ، قمیض وغیرہ اس طرح بنائی گئی کہ گلا اتنا گہرا کاٹا گیا، جس کے بٹن لگانے کے بعد بھی ہنسلی کی ہڈی نظر آتی ہو تو اس میں بھی کراہت نہیں، کراہت کی وجہ مشابہت "سدل" یعنی دونوں کاندھوں سے کپڑا نیچے لٹکانا ہے اور "سدل" کا مکروہ تحریمی ہونا فقہ کی ہر کتاب میں لکھا ہے۔اس مسئلے کی تفصیل فتاوی رضویہ، جلدسوم، صفحہ: 447 پر دیکھیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(39)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایسی عورت جسے عادت کے دنوں کے بعد لیکوریا آتا ہواور اسکے ساتھ ہی تھوڑی سی خون کی زردی آتی ہو اور یہ دس دن کے بعد بھی آتی ہے زردی اب روزے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں ایسی عورت جسے عادت کے دنوں کے بعد بھی لیکوریا کے ساتھ خون کی زردی آتی ہوا گرتو یہ زردی خون کی دس دن تک رہے تو یہ حیض ہی شمار ہوگا اور اگر یہ زردی دس دن کے بعد بھی رہے تو اس میں عادت کے دن حیض کے شمار ہوگے اور بقیہ دن استحاضہ کے شمار ہوگے۔

مثال کے طور پر ایک عورت کی عادت 7 دن ہے اور اسے 7 دن کے بعد لیکوریا کے ساتھ تھوڑی سی بھی زردی آ گئی اگر یہ زردی دس دن تک رہی تو عادت چینج ہوگء یہ حیض شمار ہوگا اور اگر یہ زردی دس دن کے بعد بھی رہی تو اب 7 دن حیض کے شمار ہوگے بقیہ دن استحاضہ کے شمار ہوگے۔

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت حصہ دوم میں لکھتے ہیں۔

دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی میلا پن ہے تو وہ حَیض ہے اور دس دن رات کے بعد بھی میلا پن باقی ہے تو عادت والی کے لیے جو دن عادت کے ہیں حَیض ہے اور عادت سے بعد والے اِستحاضہ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات تک حَیض باقی اِستحاضہ۔۔

اور وہ عورت جس کی عادت مقرر نہ ہو تو اب اگر دس دن تک خون آیا تو دس دن حیض کے شمار ہوگے عادت چینج ہوگء ہے اور اگر اس بار دس دن سے زیادہ خون آجائے تو پچھلے مہینے جتنے کی عادت تھی وہ حیض باقی اِستحاضہ شمار ہوگا۔

☆۔۔۔۔۔۔۔جیسا کہ مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت حصہ دوم میں لکھتے ہیں۔

دس رات دن سے کچھ بھی زِیادہ خون آیا تو اگر یہ حَیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حَیض ہے بعد کا اِستحاضہ اور اگر پہلے اُسے حَیض آچکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زِیادہ ہو اِستحاضہ ہے۔اسے یوں سمجھو کہ اس کو پانچ دن کی عادت

تھیاب آیادس دن تو کل حَیض ہے اور بارہ دن آیا تو پانچ دن حَیض کے باقی سات دن اِستحاضہ کے اور ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حَیض کے ہیں باقی اِستحاضہ۔رہی بات نماز اور روزے کی۔
دیکھیں جو دن حیض کے شمار ہو گے ان دنوں نماز و روزہ حرام ہوگا اور جو دن استحاضہ کے شمار ہو گے ان دنوں میں نماز و روزہ رکھنے کا حکم ہوگا۔

هذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر (40)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر اکیلا شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی آواز ساتھ والے دو شخص سن لے تو کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

صورت مذکور میں اسکی نماز ہو جائے گی اس لئے علمائے کرام نے جہر قرات کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔

☆۔۔۔۔۔جیسا کہ مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت حصہ سوم ص548 میں لکھتے ہیں۔
جہر کے یہ معنیٰ ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صفِ اوّل میں ہیں سُن سکیں، یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سُن سکے۔

(عامہ کتب)

☆۔۔۔۔۔اور مزید لکھتے ہیں۔
اس طرح پڑھنا کہ فقط دو ایک آدمی جو اس کے قریب ہیں سُن سکیں، جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔

(درمختار)

لہذا مذکورہ صورت سری کی ہی رہے گی نا کہ جہر۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(41)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر نجاست کی باریک چھینٹ جو بہت غور کرنے پر دکھاء دے ایسی چھینٹ اگر کپڑوں پر پڑ جائے تو کیا وہ معاف ہے؟ اور ایسے کپڑے کو پانی میں باقی کپڑوں کے ساتھ بھگو دیا تو کیا حکم ہوگا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

جی یہ معاف ہیں اور ایسے کپڑوں کو پانی میں دوسرے کپڑوں کے ساتھ بھگو دیا تو بھی یہ اور دوسرے کپڑے بھی پاک رہیں گے۔

☆ ۔۔۔۔۔جیسا کہ مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت حصہ دوم میں لکھتے ہیں۔
پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک برابر کی بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔
جس کپڑے پر پیشاب کی ایسی ہی باریک چھینٹیں پڑ گئیں، اگر وہ کپڑا پانی میں پڑ گیا تو پانی بھی ناپاک نہ ہوگا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(42)﴾

کیافرماتے ہےعلماءکرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگرسجدہ سہوواجب ہوگیااورآخرمیں اداکرنا بھول گئےاورسجدہ سہوکئےبغیرنمازمکمل کرلی توکیاحکم ہوگا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں اگرکوئی فعل منافی نمازنہ کیاہواسے حکم ہے کہ سجدہ کرلے اگرپھربھی نہیں کیاتونمازدوبارہ پڑھناواجب ہے۔

☆۔۔۔۔۔جیساکہ مفتی امجدعلی اعظمی بہارشریعت حصہ چہارم میں لکھتے ہیں۔

جس پرسجدہ سہوواجب ہےاگرسہوہونایادنہ تھااوربہ نیت قطع سلام پھیردیاتوابھی نمازسےباہرنہ ہوابشرطیکہ سجدہ؟ سہوکرلے،لہٰذاجب تک کلام یاحدث عمد،یامسجدسےخروج یااورکوئی فعل منافی نمازنہ کیاہواسےحکم ہےکہ سجدہ کرلے۔

☆۔۔۔۔۔۔مزیدلکھتے ہیں۔

سجدہ نمازیاسجدہ تلاوت باقی تھایاسجدہ سہوکرناتھااوربھول کرسلام پھیراتوجب تک مسجدسےباہرنہ ہواکرلےاورمیدان میں ہوتو جب تک صفوں سےمتجاوزنہ ہوایاآگےکوسجدہ کی جگہ سےنہ گزراکرلے۔

(درمختار،ردالمختار)

ھذاماعندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریرنمبر(43)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کپڑوں پر بیلوں کے پیشاب گوبر وغیرہ کی چھینٹیں پڑی ہیں اور کپڑے بدلنے کی فرصت نہیں ہے نماز ایسی حالت میں ہوگی یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

اگر چھینٹیں چہارم کپڑے سے کم پر پڑی ہیں نماز ہوجائے گی ورنہ نہیں اور کھیت کے کام سے فرصت نہ ہونے کا کچھ اعتبار نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضوی جلد 4 ص 113)

☆۔۔۔۔۔مسئلہ:

کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نَجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد، نَجاستِ خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(44)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا کوئی لڑکا اپنا خود نکاح پڑھا سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

جی ہاں پڑھا سکتا ہے۔

☆۔۔۔۔۔جیسا کہ مفتی جلال الدین احمد امجدی فتاوی فیض رسول میں اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

☆۔۔۔۔۔۔مسئلہ :

ہم محمد اکرام و محمد عاشق کے سامنے عبدالستار خاں کے فرزند عین الحق صاحب نے ایک لڑکی بالغہ سے کہا تو میری ہوجا اس نے جواب میں کہا ہوگئی میں نے اپنے آپ کو اس کی زوجیت میں دیا۔

کیا یہ نکاح شریعت اسلامیہ کے مطابق صحیح ہوگیا؟

☆۔۔۔الجواب:

صورت مسئولہ میں اگر محمد اکرام و محمد عاشق نے عین الحق اور لڑکی کے کلمات مذکورہ کو سنا تو نکاح منعقد ہوگیا اگر کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو۔

☆۔۔۔۔۔۔فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص ۲۵۲ میں ہے:

لو قال تزوجینی نفسک فقبلت انعقدا

(فتاوی فیض رسول جلد 1 ص 516)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(45)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے سسر کا کاروبار نہیں ہے اور ان پر قرض بھی نہیں ہے اور وہ کوئی کام بھی نہیں کر سکتے کیا پھر بھی ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے ہر مہینے کے حساب سے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

صورت مذکور میں اگر آپ کا سسر شرعی فقیر ہے تو انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ شرعی فقیر کی وضاحت کرتے ہوئے فقہاء کرام لکھتے ہیں۔

”منها الفقير وهو من له ادنى شيء وهو ما دون النصاب او قدر نصاب غير نام وهو مستغرق فى الحاجة“

اس میں سے ایک شرعی فقیر ہے۔

یہ وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ ہوتا تو ہے لیکن نصاب سے کم یا نصاب کی مقدار غیر نامی ہو جو اس کی حاجت میں مستغرق ہو۔

ملخص از فتاوی عالمگیری، (صفحہ 187 تا 188، جلد 1، دار الفکر بیروت)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(46)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان کے بعد تثویب یعنی الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا کب اور کس ہجری سن میں جاری ہوا برائے کرم مفتیان کرام تسلی بخش جواب عنایت فرمائے اور شکریہ کا موقع دیں شکریہ سائل محمد عرفان رضا رضوی خان پور یوپی انڈیا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

اذان کے بعد دوبارہ نماز کے وقت کی خبر دینے کا نام تثویب ہے اور اس کے لیے کوئی لفظ مقرر نہیں۔ شہر والے جس لفظ کو تثویب سمجھیں وہی تثویب ہے۔ مثلاً ''الصلاۃ الصلاۃ'' کہنا یا جیسے ہمارے ہاں نماز کے بعد تثویب کے لئے سلام پڑھا جاتا ہے یہ بھی تثویب ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔اور نماز کے بعد سلام پڑھنے کی ایجاد ۔

غازی سلطان صلاح الدین ایوبی کے حکم سے ۷۸۱ھ یا ۷۹۱ ہجری میں رائج ہوا۔

☆۔۔۔۔۔جیسا کہ درِمختار مصری جلد اول ۵۸۲ میں ہے۔

ویثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بماتعارفوہ الخ۔

اذان واقامت کے درمیان ''تثویب'' کے الفاظ کہے جائیں ہر وقت کی نماز میں تمام لوگوں کے لئے۔
جس طرح کے بھی الفاظ سے لوگ وہاں مانوس ہوں۔

☆۔۔۔۔۔اسی کے ص ۶۸۲ میں ہے۔

التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبع مائۃ واحدی و ثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین، ثم یوم الجمعۃ، ثم بعد عشرسنین حدث فی الکل الاالمغرب۔۔۔۔ وھوبدعۃ حسنۃ (ملخصا)۔

اذان کے بعد سلام پڑھنے کا رواج ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں پڑا۔ پہلے شب دوشنبہ عشاء میں، پھر جمعہ کے دن پھر دس سال کے بعد مغرب کے علاوہ ہر نماز میں اس کا رواج ہو گیا۔ یہ اچھی بدعت ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔۔ردالمحتار ص۵۸۲ میں ہے۔

قال فی العناية احدث المتاخرون التثويب بين الا?ذان والاقامة علٰى حسب ماتعارفوه فی جميع الصلوٰات سوی المغرب مع ابقاء الا?ول يعنی الا?صل وماراٰه المسلمون حسنا فهوعندهالله حسن۔

العنایہ میں کہا ''متاخرین نے مغرب کے علاوہ تمام نمازوں میں اپنے عرف و رواج کے مطابق اذان اور اقامت کے درمیان تثویب کی ایجاد کی۔

اصل یعنی اذان کو باقی رکھتے ہوئے اور مسلمان جسے اچھا سمجھیں، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

(فتاوی حافظ ملت جلد پنجم ص360)

☆۔۔۔۔۔۔۔اسی طرح فتاوی اشرفیہ جلد پنجم میں ہے۔

اذان کے بعد دوبارہ نماز کے وقت کی خبر دینے کا نام تثویب ہے اور اس کے لیے کوئی لفظ مقرر نہیں۔ شہر والے جس لفظ کو تثویب سمجھیں وہی تثویب ہے۔ مثلاً ''الصلاۃ الصلاۃ'' کہنا یا ''قامت قامت'' کہنا حتی کہ اگر وہاں تثویب کے لیے کھنکھارنا رائج ہو تو وہی تثویب ہے اور ظاہر ہے کہ صلاۃ پڑھنے کو ہر شخص تثویب جانتا ہے۔

میں نے خود بارہا لوگوں سے سنا ہے کہ لوگوں نے صلاۃ سنی تو نماز کے لیے فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ مسجد چلو جماعت تیار ہے صلاۃ ہو چکی۔ اس لیے اذان و اقامت کے درمیان صلاۃ کہنا جائز ہے نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔ اس لفظ سے تثویب درست ہے، ہمارے ہندوستان ہی میں نہیں مصر وغیرہ میں ''الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' رائج ہے۔

تثویب کے لیے سلام پڑھنا غازی سلطان صلاح الدین ایوبی کے حکم سے ۷۸۱ھ یا ۷۹۱ ہجری میں رائج ہوا جیسا کہ صاحب درمختار نے لکھا ہے اور صاحب درمختار نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور صرف انھوں نے ہی نہیں بلکہ علامہ ابن عابدین شامی نے البحر الرائق بحوالہ قول البدیع نقل فرمایا کہ ان سب حضرات نے فرمایا کہ یہ بدعت حسنہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تثویب یعنی کسی بھی لفظ

سے اذان کے بعد دوبارہ اعلام صدیوں پہلے سے رائج تھا خاص اس کے لیے تسلیم یعنی حضور ﷺ پر سلام پڑھنا غازی صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس کے حکم سے ان کے زمانے سے رائج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ اشرفیہ جلد پنجم ص361)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(47)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت نے جرم دار مہندی لگائی لیکن اب چھڑانے کے باوجود جرم نہیں اتر رہا تو کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

دیکھیں صورت مذکور میں اگر مہندی ایسی جس کا جرم ہو تو اسکا اتارنا لازم اور نیچے سے پانی بہانا لازم ہے اور اگر اتارنا دشوار ہو تو معاف ہے وضو و غسل ہو جائے گا۔

☆۔۔۔۔۔۔جیسا کہ مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت میں لکھتے ہیں۔

جس چیز کی آدمی کو عُموماً یا خُصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نِگہداشت و اِحتیاط میں حَرَج ہو، ناخنوں کے اندر یا اُوپر یا اور کسی دھونے کی جگہ پر اس کے لگے رہ جانے سے اگرچہ جرم دار ہو، اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے، اگرچہ سخت چیز ہو وُضو ہو جائے گا، جیسے پکانے، گوندھنے والوں کے لیے آٹا، رنگریز کے لیے رنگ کا جرم، عورتوں کے لیے مہندی کا جرم، لکھنے والوں کے لیے روشنائی کا جرم، مزدور کے لیے گارا مٹی، عام لوگوں کے لیے کوئے یا پلک میں سُرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، مچھر کی بیٹ وغیرہا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(48)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بدمذہبوں سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا کیسا آیا کہ یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

☆۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام اہلسنت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں۔۔

بدمذہب شیعہ ہو یا دیوبندی یا وہابی اپنے عقائد کفریہ رکھتا ہے تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین حرام ہے باطل ہے زنا ہے۔ (فتاوی رضویہ 11 / 377)

لہذا ایسے شخص پر لازم ہے کہ بغیر طلاق کے اپنی بیٹی واپس بلالے کسی سنی کے ساتھ نکاح کرے۔

یاد رہے بدمذہب کو اپنی بیٹی نکاح کے لیے پیش کرنا ایسا ہے جیسا کہ کسی کتے کے نیچے اپنی بیٹی پیش کی اسلیئے بدمذہب بھی کتا ہے کتا۔

☆۔۔۔۔۔۔اعلی حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

☆۔۔۔۔۔پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایحب احدکم ان تکون کریمته فراش کلب فکرهتموه۔

ترجمہ : کیا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے تم اسے بہت برا جانو گے۔

(سنن ابن ماجہ ابواب النکاح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۹)

(مسند احمد بن حنبل مروی از مسند علی رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۱/ ۶۸)

سنیو سنیو اگر سنی ہو تو بگوش سنو "**لیس لنا مثل السوء التی صارت فراش مبتدع کالتی کانت فراشا لکلب**" ہمارے لیے بری مثل نہیں جو عورت کسی بدمذہب کی جورو بنی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی بدمذہب کتا ہے یا نہیں؟ ہاں ضرور ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر، کتا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے، کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے، میری نہ مانو سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث مانو

ابوحازم خزاعی اپنے جزء حدیثی میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" اصحاب البدع کلاب اھل النار"

''بدمذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں''

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۱۰۸۰ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۸۲۵)

(کنزالعمال بحوالہ ابی حاتم الخزاعی حدیث ۱۰۹۴ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۸۱۲)

☆۔۔۔۔۔۔امام دارقطنی کی روایت یوں ہے:

"حدثنا القاضی الحسین بن اسمٰعیل نامحمد بن عبداللہ المخرمی نا اسمعیل بن ابان نا حفص بن غیاث عن الاعمش عنابی غالب عن ابی امامة رضی اللہ تعالٰی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اھل البدع کلاب اھل النار"

(قاضی حسین بن اسمٰعیل نے محمد بن عبداللہ مخرمی سے انھوں نے اسمٰعیل بن ابان سے انھوں نے حفص بن غیاث سے انھوں نے اعمش سے انھوں نے ابوغالب سے انھوں نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا) بد مذہب لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں،

(کنزالعمال بحوالہ قط فی الافراد عن ابی امامہ حدیث ۱۱۲۵ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۲۲۳)

☆۔۔۔۔ابونعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اھل البدع شرالخلق والخلیقة"

ترجمہ: بدمذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر اور سب جانوروں سے بدتر ہیں۔

(حلیۃ الاولیا ترجمہ ابومسعود موصلی دارالکتاب العربی بیروت ۸/۲۹۱)

☆۔۔۔۔۔۔علامہ مناوی نے تیسیر میں فرمایا:

الخلق الناس والخلیقة البھائم۔

خلق سے مراد لوگ اور خلیقہ سے مراد جانور ہیں۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ماقبل مکتبہ امام شافعی الریاض سعودیہ ۱/۳۸۳)

لاجرم حدیث میں ان کی مناکحت سے ممانعت فرمائی، عقیلی وابن حبان حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لاتجالسوهم، ولاتشاربوهم، ولاتؤاكلوهم ولاتناكحوهم"

''بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، نہ کھانا کھاؤ، ان سے شادی بیاہ نہ کرو''

(الضعفاء الکبیر للعقیلی حدیث ۱۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۲۶)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ بدمذہب کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے بلکہ زنا ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(از قلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(49)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی جاننے والے سے کوئی چیز منگوائی تو کیا وہ اس میں اپنا منافع رکھ سکتا ہے حالانکہ وہ دکاندار نہیں ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

صورت مذکور میں وہ نفع نہیں رکھ سکتا۔اس لئے جہاں کاروبار ہو وہاں تو یہ بات معہود ہوتی ہے کہ اس کا کاروبار ہے تو یہ مارکیٹ سے چیز لائے گا اور اپنا نفع رکھ کر ہمیں بیچے گا۔تو اس صورت میں باہمی رضامندی کے ساتھ منافع رکھ سکتا ہے۔
البتہ بعض اوقات ایسا نہیں ہوتا بلکہ ویسے ہی جان پہچان کی وجہ سے کوئی شخص یہ کہہ دیتا ہے کہ فلاں جگہ جا رہے ہو تو میری بھی یہ چیز لے آنا یا آپ مجھے یہ چیز لا دینا تو یہاں دراصل چیز منگوانے والے نے اس کو اپنا وکیل بنایا ہے اور وکیل کی یہ ذمہ داری ہے کہ جتنے کی چیز خرید کر لایا ہے اتنی قیمت ہی بتائے،اس پر وہ اپنا نفع نہیں رکھ سکتا۔
یہ دوسری صورت جو بیان ہوئی اس معاملہ میں خاص احتیاط کی ضرورت ہے،اس صورت میں اضافی رقم نہیں رکھی جاسکتی۔

((دارالافتاء اہلسنت))

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(50)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میرا سوال عرض ہے کے عورت کے لیے پائل پہننا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

اگر پائل میں آواز نہ ہو، تو اس کو پہننا جائز ہے۔
☆۔۔۔۔۔۔اگر آواز ہو تو اسکے بارے میں اعلی حضرت امام اہلسنت لکھتے ہیں۔
بجنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ ماموں چچا پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اس کے زیور کی جھنکار (یعنی بجنے کی آواز) نامحرم تک پہنچے۔
(فتاوٰی رضویہ ملخصاً، جلد 22، صفحہ 127)

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم
(از قلم ابو الغوث قاسم عطاری مدنی)

﴿تحریر نمبر(51)﴾

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک مرد جو کہ بیرون ملک مقیم ہے اس نے اپنی بیوی کو فون پر دو مرتبہ طلاق دی ہے کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں میں تمہیں طلاق دیتا ہوں تو اب ان کا دوبارہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رہنا کیسا ہوگا یا کیا طریقہ کار ہے خاوند بیرون ملک مقیم ہے بیوی پاکستان میں موجود ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :

صورت مذکور میں دو طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اب حکم یہ ہے کہ شوہر عدت کے اندر رجوع کرلے۔رجوع کا مطلب یہ ہے کہ جس عورت کو طلاق رجعی یعنی ایک یا دو طلاقیں دیں عدت کے اندر اسے اس پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔

رجعت کا طریقہ یہ ہے کہ دو عادل گواہوں کے سامنے کہے۔میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا یا میں نے اُسے واپس لیا یا روک لیا اگر گواہوں کے سامنے نہ ہوتو بھی رجوع ہوجاتا ہے رجوع کا دوسرا طریقہ یہ ہے۔مرد بیوی سے جماع کرلے یا شہوت کے ساتھ بوسہ لے یا شہوت سے بدن کو چھولے وغیرھا۔

لہذا مذکورہ طریقہ کے مطابق شوہر اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم ورسولہ اعلم

(ازقلم ابوالغوث قاسم عطاری مدنی)